ماہ نامہ
ہمدرد
نونہال
فروری ۲۰۱۵ء
PDFBOOKSFREE.PK
www.pdfbooksfree.pk

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نونہالوں کے دوست اور ہمدرد
شہید حکیم محمد سعید کی یاد رہنے والی باتیں

ایک انسان کے عمل کا دوسرے انسانوں پر ضرور اثر پڑتا ہے۔ کہاوت ہے کہ ''خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔'' مطلب یہ ہے کہ آدمی کو دیکھ کر آدمی ڈھنگ بدلتا ہے۔ صحبت کا اثر بہت ہوتا ہے۔ اچھی صحبت سے آدمی اچھے طور طریقے اختیار کرتا ہے اور بُری صحبت میں بیٹھنے والا خود بھی بُری عادتیں اختیار کر لیتا ہے۔ اسی لیے اچھے آدمی بُری صحبت سے بچتے ہیں اور اگر ان کو بُرے آدمیوں سے واسطہ پڑ ہی جائے تو وہ ان جیسے بننے کے بجائے ان کو اپنے جیسا بنانے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن کم زور طبیعت کے آدمی خراب آدمیوں کی باتوں اور ان کے کاموں سے متاثر ہو جاتے ہیں اور خود بھی ان کے نمونے پر چلنے لگتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی تو ایسا کرتا ہے۔ ہم بھی اس کا طریقہ کیوں نہ اختیار کریں، لیکن یہ عقل مندی نہیں ہے۔ عقل مندی تو یہ ہے کہ ہم خود بھی اچھے عمل کریں اور دوسروں کو بھی اچھے کام کرنے کی ترغیب دیں۔ دھوکا دینا بہت بُری بات ہے۔ اگر کوئی آدمی دھوکے باز ہے تو ہمیں اس کی مثال پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔ اگر اس نے ہمیں دھوکا دیا اور اس کے جواب میں ہم بھی دھوکا دینے لگیں تو ہم بھی اس جیسے ہی ہو گئے، یعنی ہم نے بھی دھوکے بازی اختیار کر لی۔ پھر اس میں اور ہم میں فرق ہی کیا رہا۔ بے شک ہمیں اس کے دھوکے سے بچنا چاہیے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم آئندہ اس کے دھوکے میں نہ آئیں، لیکن خود کسی کو دھوکا نہیں دینا چاہیے، ورنہ کچھ دن میں ہم بھی دھوکے باز مشہور ہو جائیں گے۔

اچھے لوگوں کے راستے پر چلنے سے اچھا نتیجہ نکلے گا، اچھا نمونہ قائم ہوگا۔ دوسرے لوگ بھی اچھائی اور نیکی کی طرف مائل ہوں گے اور آہستہ آہستہ اچھے لوگوں کی اکثریت ہو جائے گی۔

(ہمدرد نونہال نومبر ۱۹۸۱ء سے لیا گیا)

http://www.bookstube.net/

www.pdfbooksfree.pk

پہلی بات

اس مہینے کا خیال

کام میں جو مزہ ہے

وہ دام میں نہیں

http://www.bookstube.net/

www.pdfbooksfree.pk

جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی، وہ جنت میں جائے گا۔

مرسلہ : سیدہ مبین فاطمہ عابدی، پنڈ دادخاں

غرور کرنے سے نہیں، بلکہ دوسروں کی عزت کرنے سے لوگ آپ کو بڑا سمجھیں گے۔

مرسلہ : اسریٰ خان، کراچی

محبت اور خلوص سے دلوں کے فاصلے کم ہو جاتے ہیں۔

مرسلہ : مہک اکرم، لیاقت آباد

قومیں فکر سے محروم ہو کر تباہ ہو جاتی ہیں۔

مرسلہ : قمر ناز دہاری، کراچی

حقیقی درد وہ ہے جو دوسروں کے درد کو دیکھ کر محسوس ہو، ورنہ اپنا درد تو جانور بھی محسوس کر لیتے ہیں۔

مرسلہ : آمنہ خالد، اسلام آباد

گرنا کمال نہیں، بلکہ گرنے کے بعد نئے سرے سے کھڑا ہونا کمال ہے۔

مرسلہ : شارقہ فاطمہ، پنڈ دادن خان

مطالعہ ایک پتھر کو پھول میں تبدیل کر سکتا ہے۔

مرسلہ : عرشیہ نوید، کراچی

جو لوگ مطالعہ نہیں کرتے، ان کے پاس سوچنے کے لیے کم اور بولنے کے لیے بہت کچھ ہوتا ہے۔

مرسلہ : کومل فاطمہ اللہ بخش، لیاری

آہستہ، مگر مسلسل چلنا کامیابی کی ضمانت ہے۔

مرسلہ : ایمان شاہد، جہلم

تم خوش رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کو خوش دیکھ کر حسد نہ کرو۔

مرسلہ : نرم خان، نارتھ کراچی

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

دعا

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

ضیاء الحسن ضیا

پڑھائی سے نہیں رغبت، کسی کو کیا معلوم

ہمارے دل کی حقیقت کسی کو کیا معلوم

ہر ایک ویسے تو معصوم ہم کو کہتا ہے

چُھپی ہماری شرارت کسی کو کیا معلوم

پہن کے سوٹ نیا، شادی ہال میں جا کر

مزے سے کھاتے ہیں دعوت کسی کو کیا معلوم

ذرا سا پی لیں جو شربت تو چھینکتے ہیں بہت

مزاج میں ہے نزاکت کسی کو کیا معلوم

مٹھائی بھولے سے اک بار کھالی باجی کی

انھیں ہے جب سے شکایت کسی کو کیا معلوم

تھکن تو ہوتی ہے ہر کام میں ضیا لیکن

ہے اس کے بعد جو راحت کسی کو کیا معلوم

http://www.bookstube.net/

www.pdfbooksfree.pk

مسعود احمد برکاتی

وہ ایک عالمِ دین اور حکیم کی بہو اور بیوی تھیں۔ سُسر کے شاگردوں میں ہندستان، پاکستان سے باہر کے بڑے بڑے علما بھی شامل تھے۔ سُسر کی دس اولادوں میں سے صرف ایک بیٹا ہی بچا تھا جو جوان ہوا، عالم ہوا اور حکیم ہوا۔ ان بزرگ کا نام علامہ حکیم سیّد برکات احمد تھا اور بیٹے کا نام مولانا حکیم سیّد محمد احمد، لیکن بیٹے کا انتقال بھی عین عالم جوانی میں اچانک ہوگیا۔ والد کا انتقال ۳ برس پہلے ہو چکا تھا۔ والدہ عزیز النساء بیگم زندہ تھیں۔ وہ سچی مومن تھیں، عالم تھیں، صبر وضبط کا مجسمہ تھیں۔ بیٹے کی موت پر سارا شہر رو رہا تھا، لیکن وہ لوگوں کو صبر کی تلقین کر رہی تھیں اور حدیث کے مطابق بلند آواز سے رونے سے منع کر رہی تھیں۔ مولانا حکیم محمد احمد جنھیں عوام وخواص محبت وعقیدت سے محمد میاں کہتے تھے، میرے والد تھے۔ ان کو قدرت کی طرف سے بہت سی خوبیاں اور بڑائیاں ملی تھیں، لیکن زیادہ عمر عطا نہیں ہوئی تھی۔ صرف ۳۶ برس کی عمر میں ان کی زندگی کا سفر ختم ہوگیا اور میری والدہ بشیر النساء بیگم صرف ۲۸ برس کی عمر میں بیوہ ہوگئیں۔ اپنی ماں کو ہم امی جان کہتے تھے۔ امی جان نے والد کے وصال کے بعد اپنی زندگی ہم چاروں بہن بھائیوں کی پرورش کے لیے وقف کر دی اور وہ ہمیں خاندانی روایات کے مطابق بنانے میں اپنی پوری توجہ اور وقت صرف کرنے لگیں۔ امی جان کو نہ صرف سسرال میں سراسر دینی اور علمی ماحول ملا تھا، بلکہ خود ان کی تربیت بھی خالص علمی خاندان میں ہوئی تھی۔ ان

http://www.bookstube.net

www.pdfbooksfree.pk

کے والد علامہ سید مختار احمد حیدر آباد دکن کے نامور دانشور ور مصنف تھے اور بہت سادہ اور درویشانہ مزاج کے مالک تھے۔ علامہ مختار احمد کے نانا مولانا سید علی احمد پنجاب کے میدانوں میں سکھوں سے برسوں جہاد کرتے رہے تھے، اس لیے امی جان اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ ہم فقیروں کی اولاد ہیں۔ میں یا میرے بہن بھائی کوئی ایسی فرمائش کرتے جس سے امیری کی بُو آتی تو حیثیت ہونے کے باوجود ٹالنا چاہتیں اور ہمیں سادگی کی تلقین کرتیں اور بزرگوں کی سادگی و جفاکشی کے قصے سنا کر قناعت اور سادگی کی ترغیب دیتیں، لیکن سادگی پسندی کے باوجود صفائی اور معیار کی بلندی کا ذوق تھا اور یہی ہم بچوں سے بھی چاہتی تھیں۔

امی جان کی طبیعت میں ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان سے کسی کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی تھی۔ خود بیوہ ہوگئی تھیں، اس لیے بیوہ عورتوں سے بہت زیادہ ہمدردی تھی۔ غریب بیواؤں کی لڑکیوں کی شادی میں ان کی پوری مدد کرتی تھیں، بلکہ بعض صورتوں میں تو شادی کا تمام خرچ خود ہی اُٹھاتی تھیں۔

طالب علموں کے وظیفے باندھ رکھے تھے۔ ہمارے دادا، دادی کے زمانے میں تو طالب علموں کی بڑی تعداد کو روزانہ کھانا کھلایا جاتا تھا۔ امی جان نے بھی کسی نہ کسی حد تک یہ سلسلہ جاری رکھا۔ کھانے میں طالب علموں کی پسند، ناپسند کا خیال رکھتی تھیں۔ مثلاً جس طالب علم کو پالک پسند نہیں ہوتا تھا، ملازمہ کو ہدایت تھی کہ اس کو پالک نہ دیا جائے، چاہے اور سب کے لیے پالک ہی پکا ہو۔

عربوں سے محبت اور ان کا احترام امی جان کی گھٹی میں پڑا تھا۔ اس زمانے

http://www.bookstube.net/

www.pdfbooksfree.pk

میں عربوں کی مالی حالت بہت خراب تھی۔ ان کی اکثریت غریب تھی۔ بعض عرب علامہ برکات احمد کا نام سن کر ٹونک آ جاتے اور مالی امداد چاہتے (اب صورت بالکل مختلف ہوگئی ہے، اب عرب خوب دولت مند ہیں)۔ جو عرب ہمارے گھر پہنچ جاتے، امی جان ہماری دادی کی طرح ان کی خوب خاطر مدارات کرتیں، ہمیں بتائیں کہ یہ اس پاک سرزمین سے آئے ہیں جو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وطن تھا۔ ان کی عزت کرو، ان کی خدمت کرنا ثواب ہے۔ ان کو مردانے میں ٹھیراتیں۔ کھانا وغیرہ بھجواتیں اور پھر نقد بھی کچھ نہ کچھ دے کر ان کو رخصت کرتیں۔

میں اور مجھ سے بڑے بھائی (اختر احمد برکاتی) پاکستان بننے کے بعد جوش محبت میں پاکستان چلے آئے۔ نوعمری تھی۔ بغیر کسی منصوبے کے آبائی وطن چھوڑ کر مسلمانوں کے نئے وطن پہنچ گئے۔ امی جان اور بڑی بہن (کنیز فاطمہ صاحبہ) اور بھائی صاحب (مولانا حکیم محمود احمد برکاتی) وہیں رہے۔ چار برس سے زیادہ عرصہ امی جان نے ہم دونوں بھائیوں کی جدائی میں گزارا۔ ہمارے چلے آنے سے وہاں کی حکومت نے بھی پریشان کیا اور مسائل کھڑے کیے۔ اِدھر ہم پریشان ہو گئے۔ فقر و فاقہ تک نوبت پہنچ جاتی تھی، لیکن امی جان نے ہمیشہ ہمیں یہی لکھا کہ بیٹے! چاہے مزدوری کر لینا، لیکن کسی کے احسان مند نہ ہونا، کسی عزیز قریب سے قرض نہ لینا، خاص طور پر کسی ایسے شخص سے جس پر ہمارے خاندان کے احسانات ہیں، اپنی پریشان حالی ظاہر نہ کرنا، رزق حلال کے لیے محنت کے کسی کام کو بُرا نہ سمجھنا۔

عین عالم جوانی میں شوہر کے انتقال کا صدمہ برداشت کرنے والی امی جان

www.pdfbooksfree.pk

نے ہم دونوں بیٹوں کی جدائی کا بھی بڑی ہمت اور اُمیدوں سے مقابلہ کیا اور آخر نقصانات اور پریشانیوں کی پروا کیے بغیر جاگیر، جائداد چھوڑ کر وہ پاکستان آ گئیں۔ یہاں آنے کے چند برس بعد اختر بھائی بھی بیمار ہو کر ان کو دائمی جدائی کا صدمہ دے گئے۔ ۱۹۵۸ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ امی جان نے اس حادثے کو اللہ کی مرضی کہا اور صبر ایوب، سے کام لیا۔

ایک بار کھانا پکانے والی ملازمہ بیمار ہو گئی۔ امی جان نے اپنی ایک عزیزہ کو جو پریشان تھیں، بُلا کر رکھ لیا۔ وہ کھانا پکانے لگیں۔ امی جان بھی ان کے ساتھ پکانے میں لگ جاتیں کہ ان عزیزہ کو یہ خیال نہ ہو کہ میں نوکر ہوں اور یہ مالکہ ہیں۔ ان کو کھانا بھی اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاتیں۔ میں بہت چھوٹا تھا۔ ایک بار دسترخوان پر ان کو بیٹھے دیکھ کر کہہ دیا کہ میں نوکروں کے ساتھ کھانا نہیں کھاتا۔ امی جان نے ایک چپت رسید کیا اور فرمایا کہ یہ بات آیندہ تمھارے منھ سے نہ سنوں۔

امی جان ہمیشہ دعا مانگا کرتی تھیں کہ اللہ تعالٰی انھیں رمضان میں اُٹھائے۔ میرے والد کا ۲۷ رمضان کو انتقال ہوا تھا۔ دادی کی وفات بھی رمضان میں ہی ہوئی تھی۔ ۸۲ برس کی عمر میں امی جان بیمار پڑیں۔ رمضان کا مہینا تھا۔ اس عرصے میں ایک جاننے والی خاتون عمرہ کرنے جا رہی تھیں۔ ان سے کہا کہ حرم شریف میں میرے لیے دعا کرنا کہ اللہ میاں مجھے جلد بلا لیں تاکہ میں رمضان کی برکت سے محروم نہ رہ جاؤں۔ اگلا رمضان کون دیکھے گا۔ ان خاتون نے ان کی ہدایت کے مطابق ان کا پیغام پہنچایا۔ اللہ تعالٰی نے ان کی دلی آرزو پوری کی اور وہ ۲۷ رمضان (۶۔ جون ۱۹۸۶ء) جمعہ کے دن مالکِ حقیقی کے پاس پہنچ گئیں۔ ☆

http://www.bookstube.net/

www.pdfbooksfree.pk

تاریخ	میچ	جگہ
۱۔ ۱۴ فروری ۲۰۱۵ء		کرائسٹ چرچ
۲۔ ۱۴ فروری ۲۰۱۵ء		میلبرن
۳۔ ۱۵ فروری ۲۰۱۵ء		ہیملٹن
۴۔ ۱۵ فروری ۲۰۱۵ء		ایڈیلیڈ
۵۔ ۱۶ فروری ۲۰۱۵ء		سیکسٹن اوول
۶۔ ۱۷ فروری ۲۰۱۵ء		ڈنڈن
۷۔ ۱۸ فروری ۲۰۱۵ء		کینبرا
۸۔ ۱۹ فروری ۲۰۱۵ء		سیکسٹن اوول
۹۔ ۲۰ فروری ۲۰۱۵ء		ویلنگٹن
۱۰۔ ۲۱ فروری ۲۰۱۵ء		کرائسٹ چرچ
۱۱۔ ۲۱ فروری ۲۰۱۵ء		برسبین
۱۲۔ ۲۲ فروری ۲۰۱۵ء		ڈنڈن
۱۳۔ ۲۲ فروری ۲۰۱۵ء		میلبرن
۱۴۔ ۲۳ فروری ۲۰۱۵ء		کرائسٹ چرچ
۱۵۔ ۲۴ فروری ۲۰۱۵ء		کینبرا
۱۶۔ ۲۵ فروری ۲۰۱۵ء		برسبین
۱۷۔ ۲۶ فروری ۲۰۱۵ء		ڈنڈن
۱۸۔ ۲۶ فروری ۲۰۱۵ء		میلبورن
۱۹۔ ۲۷ فروری ۲۰۱۵ء		سڈنی
۲۰۔ ۲۸ فروری ۲۰۱۵ء		آکلینڈ
۲۱۔ ۲۸ فروری ۲۰۱۵ء		پرتھ
۲۲۔ یکم مارچ ۲۰۱۵ء		ویلنگٹن
۲۳۔ یکم مارچ ۲۰۱۵ء		برسبین

http://www.bookstube.net/

www.pdfbooksfree.pk

وطن کی مٹی

محمد شاہد حفیظ

پیٹر کا تعلق برطانیہ سے تھا۔ لاہور کے میوزیم میں اس سے میری صرف ایک ہی ملاقات ہوئی تھی۔ میں وہاں کسی موضوع پر سروے کرنے آیا تھا۔ میں اندر ایک کمرے میں داخل ہو رہا تھا اور پیٹر باہر نکل رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں چند کتابیں تھیں۔ وہ باہر نکلتے ہوئے مجھ سے ٹکرا گیا۔ کتابیں اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے گر گئیں۔ میں معذرت کر کے کتابیں اُٹھانے میں اس کی مدد کرنے لگا۔ شاید میرا یہ عمل اسے پسند آ گیا اور اس نے مجھے کافی پینے کی پیش کش کر دی۔ ہم ایک قریبی ریسٹورنٹ میں بیٹھ گئے۔ اس سے تعارف میں پتا چلا کہ اس کا نام جان پیٹر ہے اور وہ برطانیہ کا رہنے والا ہے۔ اس کے والد کسی ''این جی او'' کے ڈائریکٹر تھے اور وہ اس سلسلے میں کبھی کبھی پاکستان آیا کرتے تھے۔ پیٹر اپنے والد کے ساتھ پہلی مرتبہ پاکستان آیا تھا۔ آج لاہور میں اس کا پہلا دن تھا۔ لاہور میوزیم اسے بہت پسند آیا تھا، لیکن مقامی لوگوں نے اسے حیرت ناک نگاہوں سے گھورا تو وہ کچھ خوف زدہ ہو گیا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں کوئی پاکستانی اسے نقصان نہ پہنچا دے۔

میں نے اسے تسلی دی اور بتایا: ''اسلام ایک امن پسند مذہب ہے۔ ہم سب سچے پاکستانی اور امن پسند لوگ ہیں۔ تمھیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ لاہور شہر کی سیر کرے، مگر کسی انجانے خوف سے وہ اندر ہی اندر سہما ہوا تھا۔ میں نے کہا: ''تم میرے ساتھ چلو۔ میں تمھیں لاہور کی سیر کراؤں گا۔''

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

ایک انگریز کے دل میں اسلام اور پاکستان کا صحیح نقشہ پیش کرنے کا یہ ایک بہترین موقع تھا، جسے میں کسی صورت میں گنوانا نہیں چاہتا تھا۔ تھوڑی سی سوچ بچار کے بعد وہ میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہوگیا۔

کافی پینے کے بعد ہم ریسٹورنٹ سے باہر نکل آئے۔ میں نے اسے شہر کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ ابھی ہم پیدل ہی جا رہے تھے کہ ایک کار تیزی سے ہارن بجاتی ہوئی ہمارے قریب سے گزری اور دھویں کا بادل ہمارے گرد پھیل گیا۔ پیٹر نے اپنی جیب سے رومال نکالا اور ناک پر رکھ لیا۔ وہ ٹیکسی یا وین پر سفر کرنے کی بجائے پیدل چلنے کو ترجیح دیتا تھا۔ اس وقت وہ صرف لاہور نہیں، بلکہ پورے پاکستان کو دیکھ رہا تھا اور یہ بات مجھے اچھی طرح معلوم تھی، اس لیے، میں نے اسے ہر اچھے پہلو سے آگاہ کرنے کی پوری کوشش کی۔ لاہور کے بہت سے علاقے اسے پسند آئے، مگر زندہ دلوں کے شہر میں صفائی کے نظام سے وہ خاصا مایوس ہوا۔ مینارِ پاکستان، بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ، مقبرہ جہانگیر اور دیگر تاریخی عمارات دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور باتوں باتوں میں مغل بادشاہوں کی تعریف بھی کرتا رہا۔ اسے جدید شہر بھی اچھا لگا۔ قذافی اسٹیڈیم، لبرٹی مارکیٹ، پیس ٹاور اسے بہت پسند آئے تھے۔ اس نے وہاں خریداری بھی کی۔ میں نے اسے پاکستان کا ایک بڑا کمپیوٹر سینٹر ''حفیظ سینٹر'' بھی دکھایا۔ انارکلی بازار میں تو اس نے خوب لطف اُٹھایا۔ ہم سوز و واٹر پارک سے واپس آ رہے تھے کہ اچانک ایک تیرہ چودہ سال کا لڑکا پیٹر سے ٹکرایا اور گرتے گرتے بچا، پھر وہ جلدی سے کھڑا ہوا اور معافی طلب نظروں سے دیکھتا ہوا آگے نکل گیا۔ پیٹر

www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net/
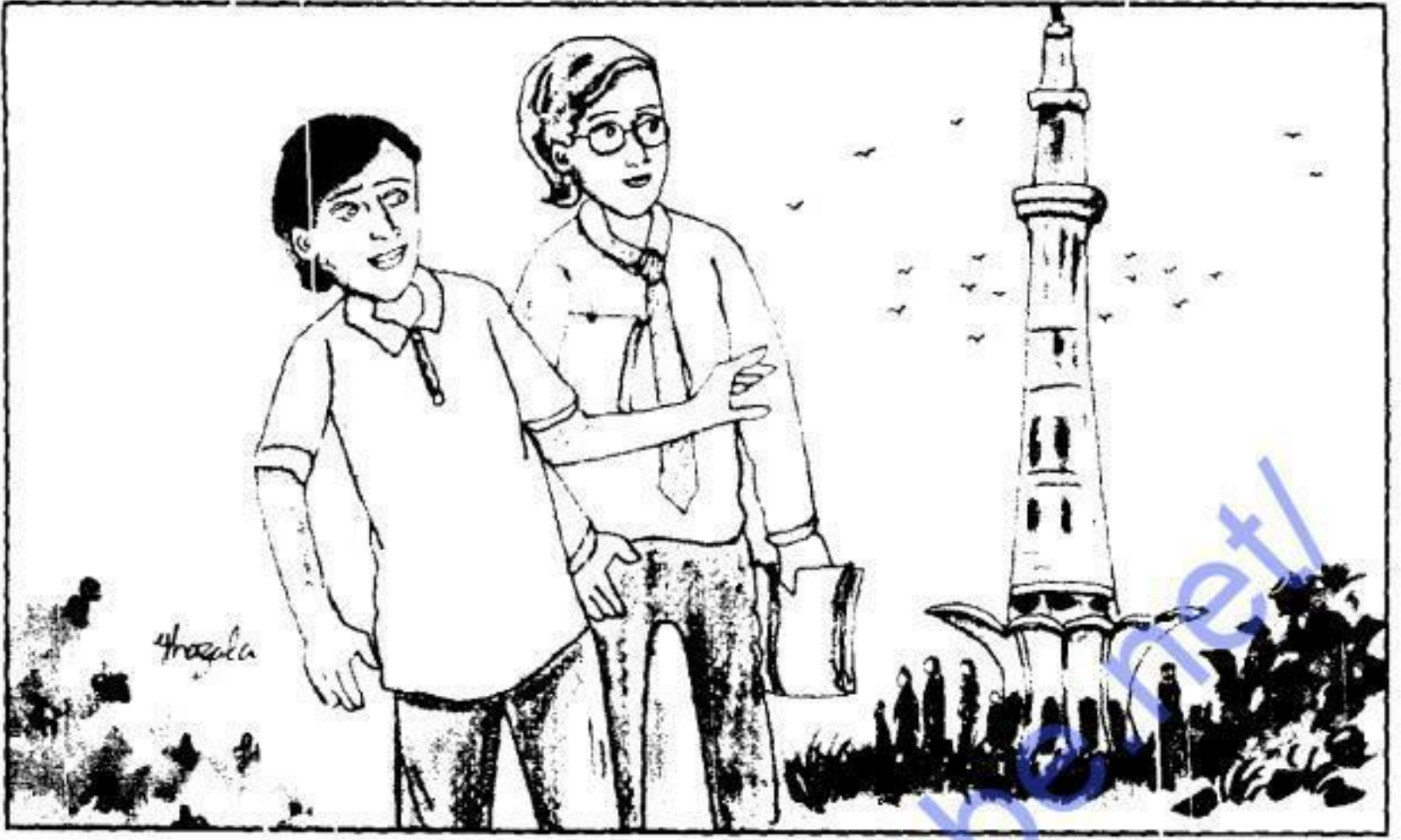
نے خوش دلی سے ''سوری'' کہا۔ ابھی ہم تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ پیٹر نے اپنی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہ چونک پڑا: ''اوہ...... نو......؟''

''کیا ہوا؟'' میں نے اس سے پوچھا۔

اس نے اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا: ''وہ...... وہ...... میرا پاسپورٹ اور میری...... رقم جیب سے غائب ہے۔'' پریشانی سے اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔

میں نے کہا: ''یقیناً یہ اسی لڑکے کا کام ہے، جو تم سے ٹکرایا تھا۔''

پیٹر کی تیز نگاہیں مجھے اپنے جسم میں چبھتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ یہ سوچ کر کہ وہ لڑکا ہجوم میں نہ جانے کہاں گم ہو گیا ہو گا۔

''کیا یہی تمھارا ملک ہے، جس کی تعریفیں کرتے ہوئے تم تھکتے نہیں تھے۔

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

یہاں تو مہمانوں کو بھی نہیں بخشا جاتا۔ تمھارے ملک میں مجھے جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر نظر آئے۔ میں ان گندگی کے ڈھیروں کو نظر انداز کر سکتا ہوں، مگر تمھارے وطن کے لوگوں کا سلوک بھی ایسا ہوگا، یہ میں نے کبھی نہ سوچا تھا۔'' پیٹر کے طنزیہ لہجے سے میرا دماغ سُن ہو گیا تھا۔

میں نے آسمان کی جانب نظریں اُٹھائیں اور دل میں دعا کی: ''یا اللہ! مجھے یہ دن بھی دیکھنا تھا کہ ایک جیب کترے کی وجہ سے میرے وطن کی عزت پر حرف آئے۔ میرے مولا! عزت ذلت تیرے ہاتھ میں ہے، تُو رحم فرما میرے مالک!''

ہم دونوں گُم سُم چل رہے تھے کہ اتنے میں ایک نوجوان ہانپتا ہوا ہمارے پاس آ پہنچا۔ اس کے ہاتھ میں پیٹر کا پاسپورٹ اور رقم تھی۔

''بھائی صاحب! یہ رہا آپ کا سامان۔'' اس نے اپنی سانسوں پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

پیٹر نے تیزی سے اپنا بٹوا لیا، جس میں اس کا پاسپورٹ اور رقم تھی۔ وہ اپنا سامان چیک کرنے لگا۔ رقم پوری تھی اور کاغذات بھی مکمل تھے۔ یہ دیکھ کر اسے اطمینان ہوا۔

اس سے قبل کہ پیٹر اس سے کچھ کہتا میں نے نوجوان سے پوچھا: ''آپ کے پاس یہ سامان کہاں سے آیا؟''

وہ بولا: ''بھائی صاحب! روڈ پر جب وہ لڑکا آپ سے ٹکرایا تھا تو میں اس وقت سڑک کے دوسرے کنارے سے یہ تمام کارروائی دیکھ رہا تھا۔ میں نے آپ کو آواز بھی دی، مگر آپ نے شاید سنی نہیں۔ میں نے بھاگ کر لڑکے کو پکڑ لیا تو وہ آپ کا

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

سامان پھینک کر بھاگ گیا اور اب میں آپ کے پاس پہنچانے آ گیا۔''

''تم یہ رقم لے کر غائب بھی ہو سکتے تھے۔ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؟'' پیٹر نے کہا۔

''نہیں بھائی! میں ایسا نہیں کر سکتا۔ میں الحمد اللہ مسلمان ہوں۔ ہمارے مذہب میں امن، محبت اور نیکی کا درس ملتا ہے، جھوٹ، فریب، چوری اور دھوکا دہی کا نہیں۔ میں، بھلا آپ کی امانت میں خیانت کیوں کرتا؟'' یہ کہہ کر نوجوان چلا گیا۔

نوجوان جو سچا پاکستانی تھا، اس کی بات سن کر میرے ذہن میں جذبات کی آندھیاں تھم چکی تھیں اور پیٹر کے سامنے میرا جھکا ہوا سر اُٹھ چکا تھا۔ پیٹر سے میں نے کہا: ''دیکھا، یہ ہے میرا وطن اور میرے وطن کے لوگوں کا سلوک۔'' یہ سن کر پیٹر سر جھکائے نیچے زمین کی طرف دیکھنے لگا جیسے اس وطن کی مٹی کو دیکھ رہا ہو، جس سے اب وفا کی خوشبو آ رہی تھی۔ ☆

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

سمعیہ غفار میمن

http://www.bookstube.net
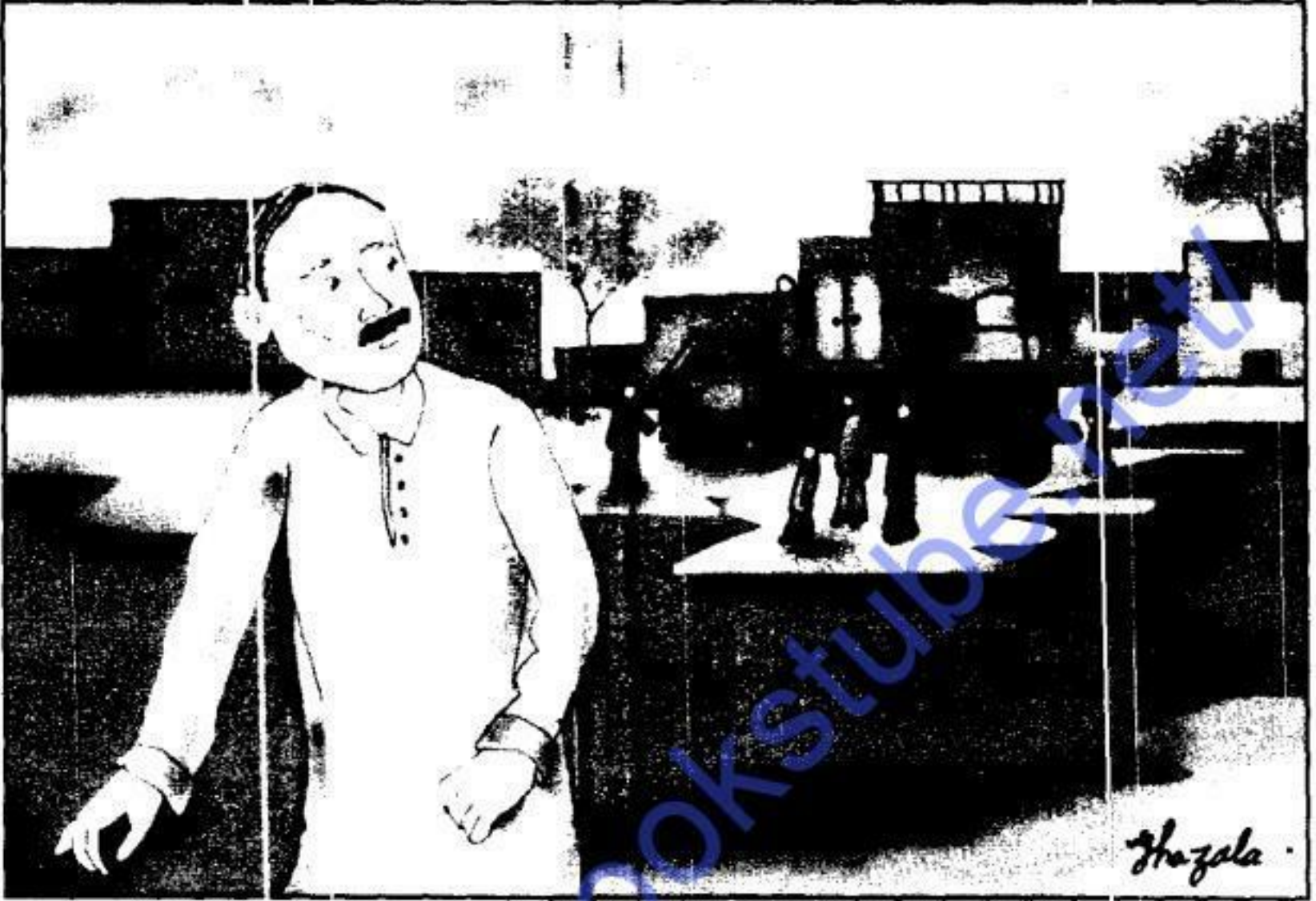
''کونے والے گھر میں نئے لوگ آئے ہیں۔ صبح دفتر جاتے وقت میں نے دیکھا تھا کہ ان کا سامان اُتر رہا ہے۔ تم کسی وقت ان کے یہاں ہو آنا اور ان سے پوچھ بھی لینا کہ انھیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے۔ وہ اس محلے میں نئے آئے ہیں اور ہمارے، پڑوسی بھی ہیں، ان کی ضروریات کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے۔'' عبدالرحمٰن نے رات کو دستر خوان پر بیٹھتے ہوئے اپنی بیگم سے کہا۔

''ہاں، مجھے معلوم ہے۔ ان کے یہاں جانے کا تو میں خود بھی سوچ رہی ہوں، لیکن انتظار کر رہی ہوں کہ وہ لوگ اپنا سامان جمالیں، پھر ان شاء اللہ کل ہو آؤں

www.pdfbooksfree.pk

گی۔'' شاکرہ نے دسترخوان پر کھانا لگاتے ہوئے کہا۔

وہ درمیانے طبقے کی آبادی والے علاقے میں رہتے تھے۔

اگلے روز شاکرہ اپنے نئے پڑوسیوں سے ملنے ان کے گھر پہنچ گئی۔ یوں نئے اور پرانے پڑوسیوں کے درمیان تعارف اور بات چیت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

''آپ کے کتنے بچے ہیں؟'' شاکرہ نے پوچھا۔

''آٹھ بچے ہیں ماشاء اللہ، پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں۔'' نئی آنے والی خاتون رضیہ نے کہا۔

''ماشاء اللہ! کیا سب بچے اسکول جاتے ہیں؟'' شاکرہ نے پوچھا۔

''جی اللہ کا شکر ہے۔ صدر صاحب بچوں کی تعلیم کا بہت خیال رکھتے ہیں۔'' رضیہ نے کہا۔

''صدر صاحب ...... ! کون صدر صاحب؟'' شاکرہ نے حیران ہوکر پوچھا۔

''میرے میاں ہیں صدر۔'' رضیہ نے کہا۔

''صدر صاحب اور اتنے چھوٹے علاقے میں!'' شاکرہ کی حیرت میں اضافہ ہوگیا۔

''صدر صاحب کو یہ گھر مناسب لگا اور پھر بچوں کا اسکول بھی یہاں سے قریب ہے۔'' رضیہ نے کہا۔

''یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ صدر صاحب نے رہنے کے لیے ہمارے علاقے کا انتخاب کیا اور ہمیں شرف بخشا۔'' شاکرہ نے تعریف کی۔

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

''یہ تو آپ کا بڑا پن ہے کہ آپ نے ہمیں اس قابل سمجھا۔'' رضیہ نے کہا۔

''یہ ہمارا نہیں، بلکہ آپ لوگوں کا انکسار ہے کہ آپ لوگوں نے یہاں آ کر ہمیں عزت بخشی ہے۔ آپ لوگوں کی سادگی اور رہن سہن دیکھ کر تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ لوگ، ہم میں سے ہی ہیں۔ آپ لوگوں میں غرور نام کی تو کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ میں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میں کبھی صدر صاحب کے گھر بھی جاؤں گی۔'' شاکرہ کی آواز خوشی اور حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔

''اصل میں صدر صاحب کو غرور پسند نہیں ہے اور عاجزی تو گویا ان کی فطرت میں شامل ہے۔ ان کی نظر میں کوئی انسان چھوٹا یا بڑا نہیں ہے۔ پھر غرور کس بات کا؟ دنیا کی چیزیں دنیا ہی میں رہ جائیں گی اور اگر کوئی چیز کام آئے گی تو وہ صرف اور صرف عاجزی اور انکسار ہے۔'' رضیہ نے اپنے میاں کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

رضیہ سے رخصت لے کر شاکرہ اپنے گھر واپس آ گئی۔ شام کو عبدالرحمٰن صاحب آئے تو ان سے کہا: ''آپ کو پتا ہے کہ اب ہم صدر صاحب کے پڑوسی بن گئے ہیں۔''

''کیا مطلب؟'' عبدالرحمٰن کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔

''مطلب صدر صاحب ہمارے پڑوسی بن گئے ہیں۔'' شاکرہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ تم کیا کہہ رہی ہو! تمھاری بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ تم کہنا کیا چاہ رہی ہو؟'' عبدالرحمٰن نے کہا۔

''ایک تو آپ کو ہر بات سمجھانی پڑتی ہے، کبھی آپ خود بھی کچھ سمجھ جایا کریں۔ وہ جو ہمارے نئے پڑوسی آئے ہیں نا، وہ صدر ہیں صدر۔ صدر صاحب کو رہنے کے لیے ہمارا علاقہ پسند آ گیا ہے۔'' شاکرہ نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اتنے بڑے لوگ ہم جیسے سفید پوشوں کے علاقے میں کیسے رہ سکتے ہیں؟ تمھیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی۔'' عبدالرحمٰن نے اپنے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''ان کی سادگی، رہن سہن، عاجزی اور انکسار دیکھ کر مجھے بھی یقین نہیں آ رہا تھا، لیکن جب صدر صاحب کی بیگم نے بتایا تو مجھے یقین کرنا پڑا۔ آپ خود ان سے ملیں گے تو آپ کو بھی یقین آ جائے گا۔ کیا سادہ مزاج لوگ ہیں۔ عام لوگوں کے ساتھ اتنی محبت اور خلوص سے ملنا، میں تو واقعی یہ سب دیکھ کر بہت حیران رہ گئی تھی۔ اب میں خاندان کے سب لوگوں کو بتاؤں گی کہ اب ہم بڑے لوگوں کے پڑوسی بن گئے ہیں۔ کتنا اچھا

http://www.booksube.net/
www.pdfbooksfree.pk

لگے گا جب میں سب کو یہ خوشخبری سناؤں گی اور سب خاندان والے کہیں گے کہ صدر صاحب سے ہمارا یہ کام کروادو، وہ کام کروادو۔'' شاکرہ خوشی کے مارے پھولی نہیں سما رہی تھی۔

'' مجھے تو اب بھی یقین نہیں آرہا ہے کہ صدر صاحب ہمارے علاقے میں......!'' عبدالرحمن کو شاکرہ کی بات ماننے میں مشکل پیش آرہی تھی۔

'' سنیے جی! میں تو کہتی ہوں کہ جتنی جلدی ہو سکے آپ صدر صاحب سے اپنے تعلقات بڑھائیں اور موقع نکال کر اپنی ترقی کے لیے بات کریں۔

شاکرہ نے رضیہ کے گھر آنا جانا شروع کر دیا، تاکہ ان لوگوں سے اپنے تعلقات بڑھا سکے۔ شاکرہ نے اپنے تمام رشتے داروں کو بھی یہ خوشخبری سنائی اور صدر صاحب کی پڑوسن بننے پر خوب اترانے لگی۔

چند ہی روز میں شاکرہ کے رشتے دار سفارش کے سلسلے میں اس کے گھر آنے لگے۔ شاکرہ نے ان سے وعدے بھی کر لیے کہ ان کا کام ہو جائے گا۔

ایک دن وہ صدر صاحب کے گھر پہنچی: '' رضیہ بہن! آپ کو تو آج کل ہمارے ملک کے حالات کا پتا ہی ہے کہ سفارش کے بغیر تو کوئی کام ہوتا ہی نہیں ہے۔ ایسے میں اگر کسی کی مدد ہو جائے تو اس میں کوئی بُرائی تو نہیں ہے نا؟'' شاکرہ نے تمہید باندھی۔

'' بالکل نہیں ایک انسان ہی تو دوسرے انسان کے کام آتا ہے۔'' رضیہ نے کہا۔

'' اور اگر کسی کو صدر صاحب کی مدد کی ضرورت ہو تو؟'' شاکرہ نے پوچھا۔

'' صدر صاحب کو تو بہت خوشی ہوتی ہے اگر وہ کسی کے کام آئیں۔ سارا دن

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

لوگوں کے کام ہی تو کرتے رہتے ہیں اور پھر آپ تو ہمارے پڑوسی ہیں، آپ لوگوں کا تو پہلا حق ہے۔ صدر صاحب آپ کے کام نہیں آئیں گے تو بھلا اور کس کے کام آئیں گے۔'' رضیہ نے اپنائیت سے کہا۔

''کیا صدر صاحب ہم سے ملنا پسند کریں گے؟ میرا مطلب ہے کہ کیا ان سے ہماری ملاقات ہو سکتی ہے؟'' شاکرہ نے پوچھا۔

''کیوں نہیں، بالکل ہو سکتی ہے۔ دراصل صدر صاحب کی مصروفیت ہی ایسی ہے کہ صبح کے نکلے رات گئے لوٹتے ہیں، لیکن آپ فکر نہ کریں میں کل صبح انھیں آپ کے گھر بھیج دوں گی۔'' رضیہ نے کہا۔

''صدر صاحب اور ہمارے غریب خانے پر! میرا مطلب ہے کہ وہ جس وقت گھر پر ہوں آپ ہمیں بلوا لیجیے گا، ان کو زحمت دینا کچھ مناسب نہیں لگتا۔'' شاکرہ نے کہا۔

''اس میں مناسب نہ لگنے والی کون سی بات ہے۔ لوگوں کی خدمت کرنا ہی تو ان کا کام ہے۔'' رضیہ بولی۔

شاکرہ گھر آ گئی۔ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ آخر اس کے گھر صدر صاحب خود چل کر آنے والے تھے۔ شاکرہ نے صدر صاحب کے استقبال کی تیاریاں شروع کر دیں۔ گھر کو صاف ستھرا کیا۔ صدر صاحب کی خاطر تواضع کے لیے کھانے پینے کا سامان منگوایا۔ شاکرہ کی کوشش تھی کہ صدر صاحب کی مہمان نوازی میں کسی قسم کی کسر باقی نہ رہ جائے۔ خوشی کے مارے شاکرہ کو ساری رات نیند نہ آ سکی۔ اللہ اللہ کر کے صبح ہوئی اور شاکرہ کا انتظار ختم ہوا۔ دروازے پر دستک ہوئی تو شاکرہ نے

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

دوڑ کر دروازہ کھولا تو سامنے معمولی کپڑے پہنے ایک عام سا آدمی کھڑا تھا۔

''جی آپ کون؟'' شاکرہ نے پوچھا۔

''صدر'' آنے والے شخص نے جواب دیا۔

''صدر صاحب آپ! آیئے آیئے تشریف لایئے۔'' شاکرہ حیران بھی تھی اور بہت خوش بھی۔ خوشی کے مارے اس کے الفاظ اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ اس نے صدر صاحب کو بیٹھک میں بٹھایا۔ عبدالرحمن صاحب بھی آ گئے اور ان کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف ہو گئے اور شاکرہ ناشتے کی تیاری میں لگ گئی۔

''یہ لیجیے ناشتا تیار ہے۔'' شاکرہ نے ناشتے کا سامان میز پر رکھا۔

''ارے بھابھی! اس تکلیف کی کیا ضرورت تھی؟'' صدر صاحب بولے۔

''اس میں تکلیف کی کیا بات ہے، آپ پہلی بار ہمارے غریب خانے پر تشریف لائے ہیں، ہمارا تو یہ فرض ہے۔'' شاکرہ نے کہا۔

''اس قدر مزیدار ناشتا میں نے زندگی میں نہیں کیا، مزہ آ گیا۔'' صدر صاحب نے جم کر ناشتا کیا اور ناشتے سے فارغ ہو کر بولے: ''جی اب فرمایئے میرے لیے کیا حکم ہے؟''

''جناب کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟ آپ تو شرمندہ کر رہے ہیں ہمیں۔'' عبدالرحمن نے کہا۔

''مجھے بڑی خوشی ہوگی اگر میں آپ لوگوں کے کسی کام آ سکوں۔ کہیے پانی کی پائپ لائن تبدیل کرنی ہے یا گٹر لائن بند ہو گئی یا اسی قسم کا کوئی اور مسئلہ ہے۔ اب

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

میں آ گیا ہوں تو انشاء اللہ ہر مسئلہ جڑ سے ختم ہو جائے گا۔'' صدر نے کہا۔

''لیکن ہمارے گھر میں تو ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔'' شاکرہ نے کہا۔

''تو پھر آپ لوگوں نے مجھے کس لیے یاد فرمایا؟ دراصل میں یہاں پلمبر ہوں۔ آج چھٹی کا دن ہے، اس لیے کام زیادہ ہے، اب اگر آپ لوگ مجھے جانے کی اجازت دیں تو ممنون ہوں گا۔'' صدر صاحب ذرا جلدی میں نظر آنے لگے۔

''پلمبر......؟ لیکن آپ کی بیگم نے تو کہا تھا کہ آپ صدر ہیں۔'' شاکرہ نے حیرت سے کہا۔

''میرا نام صدرالدین ہے اور میری بیگم مجھے صدر صاحب کہہ کر بلاتی ہیں۔ اس میں بھلا تعجب کی کیا بات ہے۔'' صدرالدین نے کہا اور خدا حافظ کہتے ہوئے باہر چلے گئے۔

عبدالرحمٰن، شاکرہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگے اور شاکرہ اپنی عقل کو کوسنے لگی۔ ☆

بعض نونہال پوچھتے ہیں کہ رسالہ ہمدرد نونہال ڈاک سے منگوانے کا کیا طریقہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی سالانہ قیمت ۳۸۰ روپے (رجسٹری سے ۵۰۰ روپے) منی آرڈر یا چیک سے بھیج کر اپنا نام پتا لکھ دیں اور یہ بھی لکھ دیں کہ کس مہینے سے رسالہ جاری کرانا چاہتے ہیں، لیکن چوں کہ رسالہ کبھی کبھی ڈاک سے کھو بھی جاتا ہے، اس لیے رسالہ حاصل کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اخبار والے سے کہہ دیں کہ وہ ہر مہینے ہمدرد نونہال آپ کے گھر پہنچا دیا کرے ورنہ اسٹالوں اور دکانوں پر بھی ہمدرد نونہال ملتا ہے۔ وہاں سے ہر مہینے خرید لیا جائے۔ اس طرح پیسے بھی اکٹھے خرچ نہیں ہوں گے اور رسالہ بھی جلد مل جائے گا۔

ہمدرد فاؤنڈیشن، ہمدرد ڈاک خانہ، ناظم آباد، کراچی

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

بچوں کا غالب

مسلم ضیائی

دنیا کے دوسرے بڑے آدمیوں کی طرح غالب کو بھی بچوں سے بڑی محبت تھی۔ ان کی شادی تیرہ سال کی عمر میں نواب الٰہی بخش معروف کی بیٹی، امراؤ بیگم سے ہوئی، جس کی عمر شادی کے وقت صرف گیارہ سال تھی۔

غالب کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی بہت عرصے تک، یہ رسم تھی کہ بچوں کی شادیاں بہت کم سنی میں کر دی جاتی تھیں۔ بعض مرتبہ تو بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی ماں باپ اپنے بچوں کے بارے میں فیصلہ کر لیتے تھے کہ اگر ایک کا لڑکا اور دوسرے کی لڑکی ہوئی تو ان دونوں کی شادی کر دی جائے گی۔ یہ رسم کوئی اچھی رسم نہ تھی اور اس سے بعض اوقات بڑی خرابیاں پیدا ہوتی تھیں، مثلاً اگر ننھے دُلہا دلہن میں سے دلہن مر جاتی تو لڑکے کی تو بعد میں دوسری شادی ہو جاتی، لیکن اگر دُلہا مرتا تو لڑکی کو بیوہ ہو کر گھر میں رہنا پڑتا، کیوں کہ اکثر خاندانوں میں بیوہ کی شادی نہیں کی جاتی تھی۔

اس طرح سے بے چاری لڑکی کو ساری زندگی رنج اور مصیبت میں گزارنا پڑتی۔ وہ نہ تو اچھے کپڑے پہن سکتی تھی، نہ چوڑیاں اور نہ وہ شادی بیاہ کی کسی تقریب میں شریک ہو سکتی، کیوں کہ اسے منحوس سمجھا جاتا تھا۔ اس طرح اس کی زندگی اکثر موت سے بدتر ہوتی تھی۔

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

خوش قسمتی سے غالب کے معاملے میں ایسا نہ ہوا۔ انھوں نے ستر سال سے زیادہ عمر پائی اور امراؤ بیگم کا انتقال غالب کے مرنے کے بعد ہوا۔

شادی کے بعد ہی دلہن کی رخصتی نہیں ہوئی۔ سسرال سے غالب کو ''مرزا نوشہ'' خطاب ملا اور وہ شادی کے کئی برس بعد تک آگرے ہی میں رہے، جہاں وہ پیدا ہوئے تھے۔ پھر بیس سال کی عمر میں ان کے خسر الٰہی بخش معروف نے انھیں مستقل طور پر دہلی بُلا لیا، جس کے بعد باقی زندگی انھوں نے دہلی ہی میں گزاری۔

ان کے ہاں سات بچے پیدا ہوئے۔ ان میں لڑکے بھی تھے اور لڑکیاں بھی، لیکن بد قسمتی سے ان سات بچوں میں سے ایک بچہ بھی پندرہ مہینے سے زیادہ دن زندہ نہیں رہا۔ مطلب یہ کہ کوئی دو چار مہینے زندہ رہا اور کوئی بارہ چودہ مہینے، اس لیے جب ان کے دوست میاں داد خاں سیاح اورنگ آبادی کے بچے کا انتقال ہوا اور غالب کو اطلاع ملی تو انھوں نے سیاح کو لکھا:

''تمھارے ہاں لڑکے کا پیدا ہونا اور مر جانا معلوم کر کے بڑا غم ہوا۔ بھائی! اس داغ کی حقیقت مجھ سے پوچھو، کہ اکہتر برس کی عمر تک، سات بچے پیدا ہوئے۔ لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی اور کسی کی عمر پندرہ مہینے سے زیادہ نہ ہوئی۔''

چوں کہ غالب کے کوئی اولاد نہ تھی اور انھیں اس بات کا غم بھی بہت تھا، اس لیے انھوں نے اپنے بھانجے زین العابدین خاں عارف کو، جسے وہ بہت پسند کرتے تھے، بیٹا بنا لیا۔ انھوں نے عارف کو تعلیم بھی دی اور بڑی اچھی تربیت بھی کی،

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

چناں چہ وہ بڑے ہو کر بہت اچھے شاعر ہوئے، اتنے اچھے کہ غالب ان پر فخر کرتے تھے، لیکن عارف کا انتقال صرف ۳۵ سال کی عمر میں ہو گیا، جس سے غالب کو بڑا صدمہ ہوا اور انھوں نے ایک دردناک مرثیہ لکھا۔

ان ہی عارف کے دو بچے تھے۔ ایک کا نام باقر علی خاں، دوسرے کا حسین علی خاں تھا۔ باپ کے مرنے پر بڑے کی عمر ۵ سال اور چھوٹے کی عمر فقط دو سال تھی۔ غالب اور ان کی بیوی امراؤ بیگم نے ان بچوں کو اپنے پاس بُلا لیا اور اپنے بچوں کی طرح پرورش کرنے لگے۔ بڑے ہو کر یہ دونوں بھی شاعر ہوئے۔ بڑے کا تخلص کامل اور چھوٹے کا شاداں تھا۔

اب سے پہلے مکتبوں اور مدرسوں میں بچوں کو فارسی پڑھائی جاتی تھی اور بغدادی قاعدے کے بعد ''آمدنامہ'' پڑھایا جاتا تھا۔ اسے ''صفوۃ المصادر'' بھی کہتے ہیں۔ اس کتاب میں فارسی مصدر، ان کے اردو معنی اور فعلوں کی گردان لکھی ہوتی تھی۔ اسے عموماً رٹ لیا جاتا تھا۔ یہ کتاب ایک طرح کی لغت بھی تھی اور قواعد کی کتاب بھی، جسے بچے یاد کر لیتے تھے۔

آمدنامے سے ذرا مختلف ایک کتاب ''خالق باری'' تھی۔ اس میں عربی و فارسی الفاظ کے ہندی معنی نظم کی شکل میں تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ امیرِ خسرو دہلوی کی لکھی ہوئی ہے، لیکن یہ بات درست نہیں۔ اس کے مصنف ایک اور صاحب ہیں۔ خالق باری کے طرز پر اور بھی کئی کتابیں، مثلاً واحد باری وغیرہ بھی ہیں۔ یہ بھی

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

نظم میں ہیں۔ یہ کتابیں اس لیے لکھی گئی تھیں کہ فارسی جاننے والے ہندی الفاظ جان لیں اور ہندی بولنے والے فارسی الفاظ سے واقف ہو جائیں۔

یہ طریقہ اس لیے پسند کیا جاتا تھا کہ بچے اشعار شوق سے پڑھتے ہیں اور انھیں اشعار کے ساتھ الفاظ کے معنی بھی یاد ہو جاتے ہیں۔

غالب نے عارف کے دونوں بچوں کو مکتب میں مولوی صاحب کے پاس پڑھنے کے لیے بٹھایا تو معلوم ہوا کہ شاید مولوی صاحب انھیں ٹھیک طرح سے نہیں پڑھاتے اور شاید زبان سے زیادہ ہاتھوں اور چھڑیوں سے کام لیتے ہیں۔ بچپن میں غالباً انھوں نے خود بھی مولوی صاحب سے خوب مار کھائی تھی، اسی لیے ان کے اشعار میں کئی جگہ سیلی (دھول) استاد کا ذکر ہے۔

ان بچوں کی پٹائی دیکھ کر غالب کو اپنی پٹائی یاد آ گئی۔ وہ بچوں کو اچھی تعلیم دینا چاہتے تھے، اس لیے انھوں نے سوچا کہ ان کے لیے کوئی ایسی کتاب لکھی جائے، جس سے انھیں الفاظ یاد کرنے اور فارسی سیکھنے میں آسانی ہو، چناں چہ انھوں نے خالق باری اور واحد باری کے طرز میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ''قادر نامہ'' رکھا۔

اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اس کا پہلا شعر لفظ قادر سے شروع ہوتا ہے۔

مرزا غالب کی یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۸۵۶ء میں مطبع سلطانی واقع قلعہ مبارک (دہلی) سے چھپ کر شائع ہوئی۔

☆☆☆

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

میرزا غالب

قمر ہاشمی

ایک تھے چچا غالب
رہنے والے دلی کے
شاہ ہند کے اُستاد
خوب شعر کہتے تھے
دوستوں کو خط لکھتے
جیسے باتیں کرتے ہیں
پاک و ہند کے شاعر
دم اُنھی کا بھرتے ہیں
جب گئے وہ کلکتے
مغربی ہوا دیکھی
ذہن کُھل گیا ان کا
ہر نئی ادا دیکھی
آم کے وہ رسیا تھے
میٹھے آم کھاتے تھے
کوئی بھیجتا تحفے
اُس کے گُن بھی گاتے تھے
آدمی کی عزت کا
تھا خیال غالب کو
شہر کے اُجڑنے کا
تھا ملال غالب کو
ہر زباں میں زندہ ہے
اُن کا شعر اردو کا
حرف تھے محبت کے
اور اثر تھا جادو کا
ہر صدی ہے غالب کی
ہر زمانہ غالب کا
اُٹھ گیا تھا دنیا سے
آب و دانہ غالب کا

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

نقوشِ سیرت

شہید حکیم محمد سعید

اچھی زندگی گزارنے اور پاکیزہ اخلاق اور عادتیں اپنانے کے لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ حضورؐ نے اللہ تعالیٰ کے احکام پر کس طرح سے عمل کیا، عبادت کیسے کی، دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ کیسے پیش آئے، مسکینوں اور محتاجوں کے ساتھ آپؐ کا برتاؤ کیسا تھا، آپؐ نے سخاوت اور عدل و انصاف کی جو مثالیں قائم کیں، سب ہمارے لیے کردار کا اعلا نمونہ ہیں۔

پانچ حصوں پر مشتمل اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک کے مختلف واقعات نہایت آسان اور دل نشین انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ پانچ کتابوں کا سیٹ بچوں کے لیے ایک بہترین تحفہ ہے، جس سے بڑے بھی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

قیمت : حصہ اول ۳۵ رپے حصہ دوم ۱۲ رپے

حصہ سوم ۱۲ رپے حصہ چہارم ۱۲ رپے

حصہ پنجم ۱۲ رپے

اردو ایڈیشن : مکمل سیٹ ۸۳ رپے

سندھی ایڈیشن : مکمل سیٹ ۴۰ رپے

ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، ہمدرد سینٹر، ناظم آباد نمبر ۳، کراچی۔ ۷۴۶۰۰

http://www.booksube.net/
www.pdfbooksfree.pk

حضرت لقمان کی نصیحت

سید اکرام الحق

حضرت لقمان نے اپنے صاحبزادے کو جو نصیحت فرمائی تھی وہ احادیثِ مبارکہ میں درج ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ حکمت و دانائی مفلس کو بادشاہ بنا دیتی ہے۔

۲۔ جب کسی مجلس میں داخل ہو تو پہلے سلام کرو، پھر ایک جانب بیٹھ جایا کرو اور جب تک اہلِ مجلس کی گفتگو نہ سن لو، خود گفتگو شروع نہ کرو۔ اگر وہ خدا کے ذکر میں مشغول ہوں تو تم بھی اس میں حصہ لو اور اگر فضولیات میں مشغول ہوں تو وہاں سے علاحدہ ہو جاؤ اور کسی عمدہ مجلس میں شرکت کرو۔

۳۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو امانت دار بنائے تو امین کا فرض ہے کہ اس امانت کی حفاظت کرے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ریاکاری سے خدا کے ڈر کا مظاہرہ نہ کرو کہ لوگ اس وجہ سے تیری عزت کریں جب کہ تیرا دل حقیقتاً گناہ گار ہو۔

۵۔ اے بیٹے! جاہل سے دوستی نہ کرنا کہ وہ یہ سمجھنے لگے کہ تجھ کو اس کی جاہلانہ باتیں پسند ہیں اور دانا کے غصے کو بے پروائی میں مت ٹالنا کہ کہیں وہ تجھ سے جدائی اختیار کر لے۔

۶۔ شر سے ہمیشہ دور رہو تو شر تم سے دور رہے گا۔ اس لیے کہ شر سے شر ہی پیدا ہوتا ہے۔

۷۔ خاموشی میں کبھی ندامت نہیں اُٹھانی پڑتی۔ اگر کلام چاندی ہے تو خاموشی سونا ہے۔

۸۔ بیٹا! غیظ و غضب سے بچو، اس لیے کہ شدتِ غضب، دانا کے قلب کو مردہ بنا دیتی ہے۔

http://www.booksbe.net/
www.pdfbooksfree.pk

۹۔ خوش کلام بنو، موقع محل کے مطابق بات کرنے سے تم لوگوں کی نظروں میں زیادہ محبوب ہو جاؤ گے۔

۱۰۔ نرم خوئی دانائی کی جڑ ہے۔

۱۱۔ جو بوؤ گے وہی کاٹو گے، یعنی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

۱۲۔ بدترین انسان وہ ہے جو یہ پروا نہ کرے کہ لوگ اس کو بُرائی کرتا دیکھ کر بُرا سمجھیں گے۔

۱۳۔ سب سے بڑا عالم وہ ہے، جو دوسروں کے علم سے اپنے علم میں اضافہ کرے۔

۱۴۔ غنی وہ ہے جو اپنے اندر خیر کو تلاش کرے تو موجود پائے۔

۱۵۔ بیٹا! تیرے دسترخوان پر ہمیشہ نیکو کاروں کا اجتماع رہے تو بہتر ہے۔ مشورہ صرف نیک، عالموں سے لینا۔

حضرت لقمان کو حکمت و دانائی کی وجہ سے یہ عزت ملی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی تعریف فرمائی اور قرآن کی ایک سورہ ان کے نام سے منسوب کی۔

قصص القرآن، حصہ سوم از

مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

نظمیں بھیجنے والے

نظمیں بھیجنے والے نونہال یہ وضاحت کر دیا کریں کہ نظم انھوں نے خود لکھی ہے۔ اگر خود لکھی ہے تو پہلے اپنے استاد یا کسی شاعر کو دکھا کر ضرورت کے مطابق اصلاح و درستی کرالیں۔

نظم اگر کسی دوسرے شاعر کی ہے تو اس شاعر کا نام ضرور لکھیے۔ اس صورت میں ہم شاعر کے نام کے ساتھ نظم بھیجنے والے نونہال کے نام سے پہلے ''پسند'' کا اضافہ کر دیں گے۔ اگر آپ نظم لکھنے والے شاعر کا نام نہیں لکھیں گے تو نظم شائع نہیں کریں گے۔ ☆

http://www.booksstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

مُلّا دو پیازہ

نسرین شاہین

جلال الدین محمد اکبر ہندستان کا مشہور بادشاہ گزرا ہے۔ اس کے دربار میں مختلف علم وفن کے ماہر جمع تھے، جنھیں رتن کہتے تھے۔ ان میں نورتن زیادہ مشہور ہیں۔ ان نورتنوں میں ایک بیربل اور دوسرا فیضی تھا۔ یہ اکثر اکبر بادشاہ کو قیمتی مشورے دیا کرتے تھے۔ ان دنوں ہندستان میں مُلّا دو پیازہ کی ظرافت کا چرچا تھا۔ تعریف سن کر فیضی نے مُلّا دوپیازہ کو اپنے پاس بلایا اور باتوں سے اس کی ظریفانہ خوبیوں کو فوراً ہی اندازہ لگا لیا، کیوں کہ فیضی ایک قابل اور مردم شناس شخص تھا۔ اس نے مُلّا دو پیازہ کو اکبر بادشاہ کے دربار میں پیش کیا۔ یوں ملا دو پیازہ جلال الدین محمد اکبر کے دربار کا مستقل رکن بن گیا۔

مُلّا دو پیازہ کا اصل نام ابوالحسن تھا۔ اس کی پیدائش عرب کے مشہور شہر طائف میں ہوئی تھی۔ چھے سال کی عمر میں اس کے والد ابوالمحاسن نے محلے کے مکتب میں داخل کرا دیا۔ وہ کم عمری سے ہی ذہین اور شرارتی تھا۔ اپنی شرارتوں سے وہ اپنے ہم جماعتوں اور ساتھیوں کو خوب ہنساتا تھا۔ اس کے دوست اس کی شرارتوں سے بہت خوش ہوتے۔ ابھی ابوالحسن کی عمر صرف دس سال کی تھی کہ اس کی ماں کا انتقال ہوگیا۔ اس کے والد نے دوسری شادی کرلی۔ سوتیلی ماں ابوالحسن کو پسند نہیں کرتی تھی۔ ہر روز کسی نہ کسی بہانے ابوالحسن کے والد سے اس کی پٹائی کراتی تھی۔ وہ ایک جھگڑالو قسم کی عورت تھی، جو گھر میں لڑائی جھگڑے سے خوش ہوتی تھی۔ ابوالحسن سوتیلی

http://www.booksube.net/
www.pdfbooksfree.pk

ماں کی جھوٹی شکایتوں پر اپنے باپ سے روز مار کھاتا، مگر صبر کرتا۔

ایک دن ابوالحسن نے اپنی سوتیلی ماں کو تنگ کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اس نے صندوق میں رکھا ہوا قیمتی ریشمی کپڑوں کا جوڑا نکال کر چاقو سے اچھی طرح کاٹ ڈالا اور پھر ایک چوہا پکڑ کر صندوق میں چھوڑ دیا اور کپڑے بھی صندوق میں رکھ دیے اور تماشا دیکھنے کا منتظر رہا۔ جب چند روز بعد جب سوتیلی ماں کو کپڑوں کی ضرورت پڑی اور اس نے صندوق سے اپنا قیمتی ریشمی جوڑا نکالا تو کپڑوں میں سے چوہا نکلا۔ جوڑے کو کٹا ہوا دیکھ کر وہ خوب روئی اور ابوالحسن تماشا دیکھ کر خوش ہوتا رہا۔

ان کے محلے میں کہیں سے ایک پاگل عورت آ گئی تھی۔ جو گھروں میں گھس جاتی تھی اور پھر گھنٹوں وہاں بیٹھی رہتی تھی۔ ابوالحسن یہ بات خوب اچھی طرح جانتا تھا۔

ایک دن ابوالحسن کی سوتیلی ماں دوسرے محلے میں گئی ہوئی تھی کہ وہ پاگل عورت گھر میں گھس آئی۔ ابوالحسن کو ایک شرارت سوجھی اور سوتیلی ماں کو تنگ کرنے کا ایک موقع ہاتھ آ گیا۔ اس کے والد ابوالمحاسن گھر میں موجود تھے۔ انھوں نے عورت کو کھانا کھلایا۔ ابوالحسن کو معلوم تھا کہ پاگل عورت گھنٹوں بیٹھی رہے گی۔ وہ اپنی سوتیلی ماں کے پاس پہنچا اور کہا: ''ابا جان نے دوسری عورت سے شادی کر لی ہے اور وہ اس وقت گھر میں ابا جان کے ساتھ موجود ہے۔''

یہ سن کر سوتیلی ماں بھاگ کر گھر پہنچی تو ابوالحسن کی بات سو فی صد درست نکلی۔ اسے غصہ آیا اور پاگل عورت کو مارنے لگی۔ پاگل عورت نے بھی اسے مارنا شروع کر دیا۔ شور سن کر محلے کے لوگ جمع ہو گئے اور تماشا دیکھنے لگے تو ابوالحسن کو یہ منظر دیکھ

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

کر شرم آئی اور اسے اپنی غلطی پر افسوس ہوا، مگر سوتیلی ماں بعد میں اسے پریشان کرتی رہی، کیوں کہ اس کا باپ روزگار کے لیے گھر سے دور جا چکا تھا۔

ایک دن ابوالحسن باپ کی تلاش میں گھر سے نکلا اور ایک قافلے کے ساتھ ایران چلا گیا۔ وہاں سے دہلی جا پہنچا۔ اس وقت اس کی عمر پندرہ برس تھی۔ جس وقت وہ دہلی پہنچا رات ہو چکی تھی، اس لیے رات گزارنے کے لیے جامع مسجد میں رک گیا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگا۔ نمازیوں کو اس کی تلاوت پسند آئی اور اسے مُلّا جی کہنے لگے۔ وہ مسجد میں رہنے لگا۔ وہ اپنی مزاحیہ باتوں سے لوگوں کو ہنساتا، لوگ اس کی دعوت کرتے، امیر لوگ محض تفریح کی غرض سے بلاتے اور اس کی دل چسپ باتوں سے خوب لطف اندوز ہوتے۔

ایک دن ابوالحسن دعوت میں شریک تھا۔ کھانوں میں پلاؤ بھی تھا۔ ابوالحسن نے پلاؤ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے اپنے ساتھی سے پلاؤ کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون سا کھانا ہے؟ ساتھی نے مذاق میں کہہ دیا کہ اسے دو پیازہ کہتے ہیں۔ ابوالحسن پلاؤ کو دو پیازہ سمجھ کر مزے سے کھانے لگا۔ اس دن کے بعد وہ ہر دعوت میں دو پیازہ کھانے کی فرمائش کرتا تھا۔ یہ دو پیازہ اتنا مشہور ہوا کہ ابوالحسن کا نام ہی مُلّا دو پیازہ مشہور ہو گیا اور اسی نام کے ساتھ اس کے لطیفے بھی مشہور ہوئے۔

اکبر بادشاہ کے مشہور رتن بیربل کے ساتھ مُلّا دو پیازہ کی نوک جھونک چلتی رہتی تھی۔ ایک دن بیربل بادشاہ کے پاس بیٹھا تھا اور مُلّا دو پیازہ بھی قریب ہی موجود تھا، مگر کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا زمین کی طرف نظریں جمائے دیکھ رہا تھا۔

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

بیربل کو مذاق سوجھا، پوچھا: ''مُلّا جی! کیا تلاش کر رہے ہو؟''

مُلّا دوپیازہ نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا: ''کافی عرصہ پہلے میرا باپ گُم ہو گیا تھا، اسے تلاش کر رہا ہوں۔'' مُلّا دوپیازہ کے ایک جملے سے پورا دربار مسکرا اُٹھا۔

ایک دفعہ بادشاہ کے دربار میں بیربل نے ایک فیل بان (ہاتھی کو ہانکنے والا) کے خلاف شکایت کی: ''بادشاہ سلامت! جس نام کے آخر میں لفظ بان آتا ہو، وہ نہایت شریر اور دھوکے باز ہوتا ہے۔ جیسے فیل بان۔''

مُلّا دوپیازہ قریب ہی بیٹھا تھا، بیربل کی بات سن کر اس سے رہا نہیں گیا اور فوراً بول اُٹھا: ''سچ کہتے ہو، مہربان!''

مُلّا دوپیازہ ایک سفر میں بادشاہ کے ساتھ تھا کہ بیمار ہو گیا۔ ۱۶۰۰ء کا سنہ تھا جب ''ہنڈیا'' نامی گاؤں میں اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ مُلّا دوپیازہ کی قبر اسی گاؤں میں ہے اور اس کے لطیفے کتابوں میں محفوظ ہیں۔ ☆

ہر مہینے ہزاروں تحریریں

ہمدرد نونہال میں شائع ہونے کے لیے ہر مہینے ہزاروں تحریریں (کہانیاں، لطیفے، نظمیں اور اشعار) ہمیں ملتی ہیں۔ ان میں سے جو تحریریں شائع ہونے کے قابل نہیں ہوتیں ان تحریریں کے نام ''اشاعت سے معذرت'' کے صفحے میں شائع کر دیے جاتے ہیں۔ لطیفوں اور چھوٹی تحریروں (اقتباسات وغیرہ) کے نام اس صفحے میں نہیں دیے جاتے۔ نونہالوں سے درخواست ہے کہ وہ ہم سے خط لکھ کر سوال نہ کریں۔ ایسے خطوں کے جواب سے وقت بچا کر ہم اسے رسالے کو زیادہ بہتر بنانے میں خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ ☆

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

نعیم اللہ

رات کے دس بج رہے تھے۔ دروازے پر دستک ہوئی، اسلم گرم گرم بستر سے نکلا۔

''کون ہے؟'' دروازے کے قریب آتے ہوئے اس نے بڑی بیزاری سے پوچھا۔

''میں ہوں جمال الدین۔'' باہر سے امام صاحب کی آواز آئی۔

اسلم نے دروازہ کھولا۔ سامنے امام صاحب کھڑے تھے۔

''آیئے امام صاحب! آیئے، اتنی سردی میں آپ کہاں؟'' اسلم نے پوچھا۔

''اسلم بیٹے! ایک کام آن پڑا ہے۔'' مولوی صاحب نے کہا۔

''بتایئے امام صاحب!'' اسلم نے کہا۔

''میرا بیٹا بیمار ہے۔'' مولوی صاحب نے لجاجت سے کہا: ''اور اس کو سپتال لے جانا ہے۔''

''اوہ! کتنے پیسوں کی ضرورت ہے آپ کو؟'' اسلم نے پوچھا۔

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

''نہیں بیٹے! پیسوں کی ضرورت نہیں ہے، اگر تم ذرا تکلیف کر دو تو اسے اپنی گاڑی میں اسپتال لے چلو۔ اس وقت مجھے کوئی سواری نہیں ملی، اس لیے تمھارے کے پاس آیا ہوں۔'' امام صاحب نے کہا۔

اسلم کا جی چاہا کہ امام صاحب کو دھکا دے کر دروازہ بند کر لے۔ اس نے دل ہی دل میں کہا، گاڑی نہ ہوگئی، مصیبت ہوگئی۔ جس کا جی چاہا منھ اُٹھا کر چلا آیا۔ اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اور بولا: ''دراصل آج میرے کچھ کاروباری دوست آنے والے ہیں۔ ان سے ضروری بات کرنی ہے۔ گاڑی کی کوئی بات نہیں، آپ گاڑی لے کر چلے جائیں۔''

امام صاحب نے کہا: ''بیٹا! تمھیں پتا ہی ہے کہ مجھے گاڑی نہیں چلانی آتی، تھوری ہی دیر کا کام ہے۔''

''نہیں امام صاحب! مجبوری ہے، میں نہیں آسکتا۔'' اسلم نے کہا۔

''کوئی بات نہیں، آپ کا شکریہ۔'' امام صاحب نے کہا اور چلے گئے۔

اسلم کمرے میں آیا تو دیکھا کہ اس کی ماں مفلر اور جیکٹ لیے کھڑی ہے۔ کہنے لگی: ''چلو، تیار ہو جاؤ، اسپتال جانا ہے۔''

اسلم نے پوچھا: ''سب خیریت تو ہے نا۔''

''تمھارے لاڈلے بیٹے کو بہت تیز بخار ہے۔'' اس کی ماں نے کہا۔

اسلم اولاد کی محبت سے بے چین ہوگیا اور جلدی تیار ہو کر آ گیا۔ اس کی والدہ طنز سے مسکرادی: ''واہ بیٹا! اپنی اولاد کے درد سے کیسے تڑپ اُٹھے ہو؟''

''کیا مطلب!'' اسلم نے کہا۔

اسلم کی ماں نے کہا: ''اولاد کا درد سب کے لیے ایک جیسا ہوتا ہے۔ تم نے امام صاحب کو

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

انکار کرنے کے لیے جھوٹ بولا اور اپنے بیٹے کے لیے تم کو سردی کا احساس تک نہ ہوا۔''

''تو آپ نے سب سن لیا ہے؟'' اسلم نے کہا۔

''ہاں بیٹا!'' اس کی ماں نے کہا: ''فرض کرو تمھارا بیٹا بیمار ہو اور تمھیں کوئی سواری نہ ملے تو تم پر کیا گزرے گی؟''

''بس کیجیے اماں جان! مجھ سے بھول ہو گئی۔'' اسلم نے منھ ہاتھوں میں چھپا لیا۔

''جلدی جاؤ بیٹا! تمھارا بیٹا اللہ رکھے خیریت سے ہے۔ امام صاحب کے بیٹے کو تمھاری ضرورت ہے۔''

''جی امی جان! میں ابھی جا رہا ہوں۔ اس نے جیکٹ پہنی اور گاڑی نکال کر تیزی سے امام صاحب کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ☆

ہمدرد نونہال اب فیس بک پیج پر بھی

ہمدرد نونہال تمھارا پسندیدہ رسالہ ہے، اس لیے کہ اس میں دل چسپ کہانیاں، معلوماتی مضامین اور بہت سی مزے دار باتیں ہوتی ہیں۔ پورا رسالہ پڑھے بغیر ہاتھ سے رکھنے کو دل نہیں چاہتا۔ شہید حکیم محمد سعید نے اس ماہ نامے کی بنیاد رکھی اور مسعود احمد برکاتی نے اس کی آب یاری کی۔ ہمدرد نونہال ایک اعلا معیاری رسالہ ہے اور گزشتہ ۶۲ برس سے اس میں لکھنے والے ادیبوں اور شاعروں کی تحریروں نے اس کا معیار خوب اونچا کیا ہے۔

اس رسالے کو کمپیوٹر پر متعارف کرانے کے لیے

اس کا فیس بک پیج (FACE BOOK PAGE) بنایا گیا ہے۔

www.facebook.com/hamdardfoundationpakistan

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

نونہال خبر نامہ

سلیم فرخی

استاد ہو تو ایسا

انسانیت کا سفر بڑے کٹھن راستوں سے ہو کر گزرتا ہے۔ آج دنیا کو انسانیت کی شدید ضرورت ہے۔ اس دور میں اگر کسی ایثار کی خبر آتی ہے تو بہت حیرانی ہوتی ہے۔ برطانیہ میں ایک استاد ''رے کو'' نے اپنی تیرہ سالہ شاگرد عالیہ احمد علی کو اپنا ایک گردہ دے دیا۔ عالیہ، جو ہفتے میں تین بار گردوں کی صفائی کے عمل (ڈائلے سز) سے گزرتی تھی، اب پُر سکون زندگی کی طرف لوٹ آئی ہے۔ ''رے کو'' برطانیہ کے مشرقی علاقے اسٹرانفورڈ کے ایک اسکول ٹیچر ہیں۔ انھوں نے اپنی ایک مسلمان طالبہ عالیہ احمد علی کو، جو طویل عرصے سے گردوں کی خرابی میں مبتلا تھی اپنا گردہ دے دیا۔ صرف عالیہ ہی کو نہیں استاد ''رے کو'' کو بھی زندگی کا انوکھا اور خوش گوار احساس ہوا۔

عام طور پر والدین اپنے ننھے بچوں کو گہرے پانی میں تیرنا تو دور کی بات اس کے قریب بھی جانے نہیں دیتے، لیکن یہ ایک ایسی دو سالہ برطانوی بچی بھی ہے، جس نے اپنی تیراکی کی صلاحیت سے سب کو حیران کر دیا ہے۔ یہ بچی باقاعدہ طور پر اپنے والدین سے تیراکی کی تربیت حاصل کرتی ہے اور کبھی کبھی دل چسپ انداز میں پانی کے اندر کرتب دکھا کر سب کو حیرت زدہ بھی کر دیتی ہے۔ ☆

http://www.booksstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

مسکراتی لکیریں
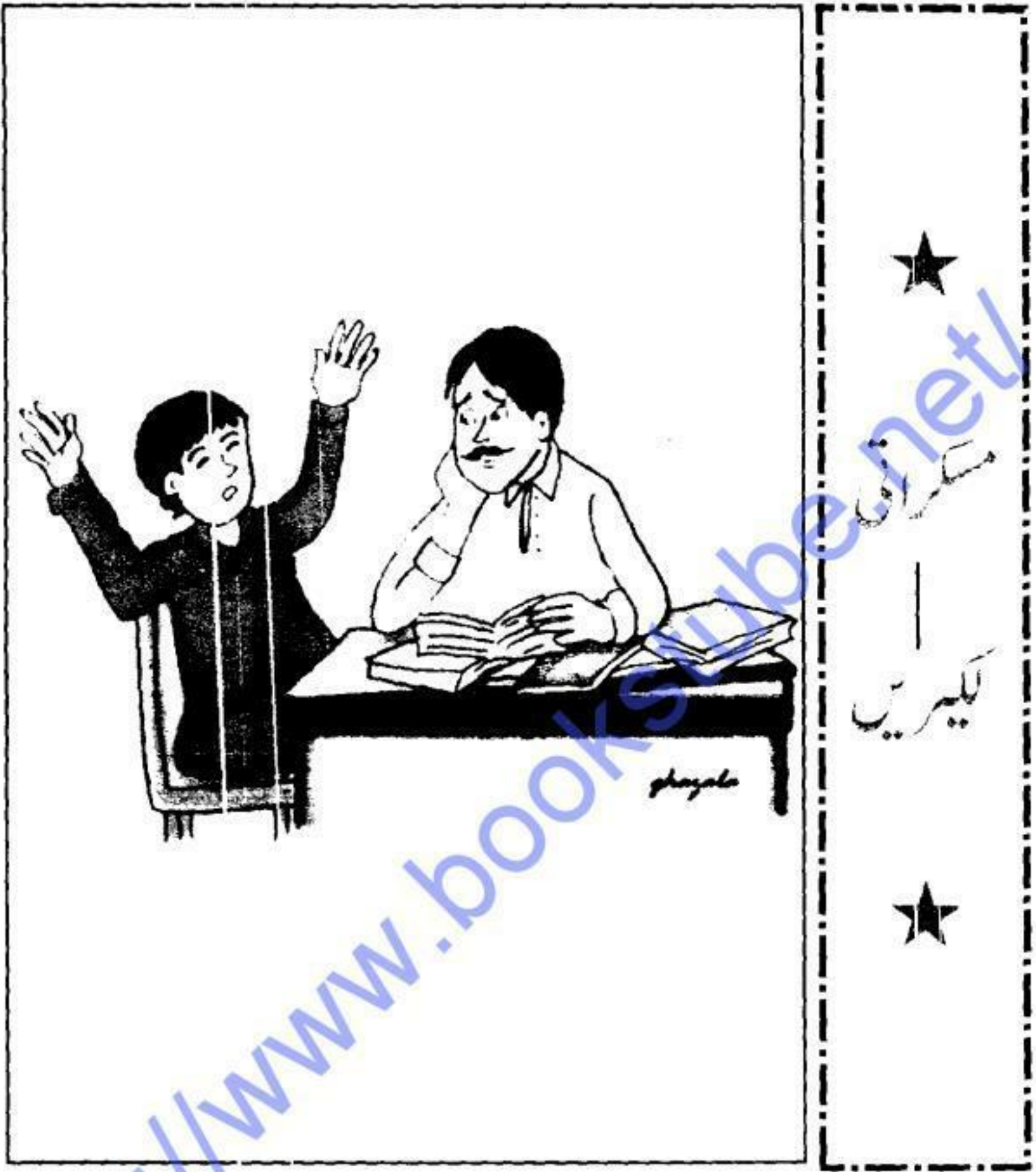
استاد: ''بگلا ایک ٹانگ پر کیوں کھڑا ہوتا ہے؟''

شاگرد: ''اسے معلوم ہے کہ اس نے دوسرا پاؤں اُٹھالیا تو دھڑام سے گر جائے گا۔''

لطیفہ : نیہا صفوان، بہادر آباد

http://www.booksube.net/
www.pdfbooksfree.pk
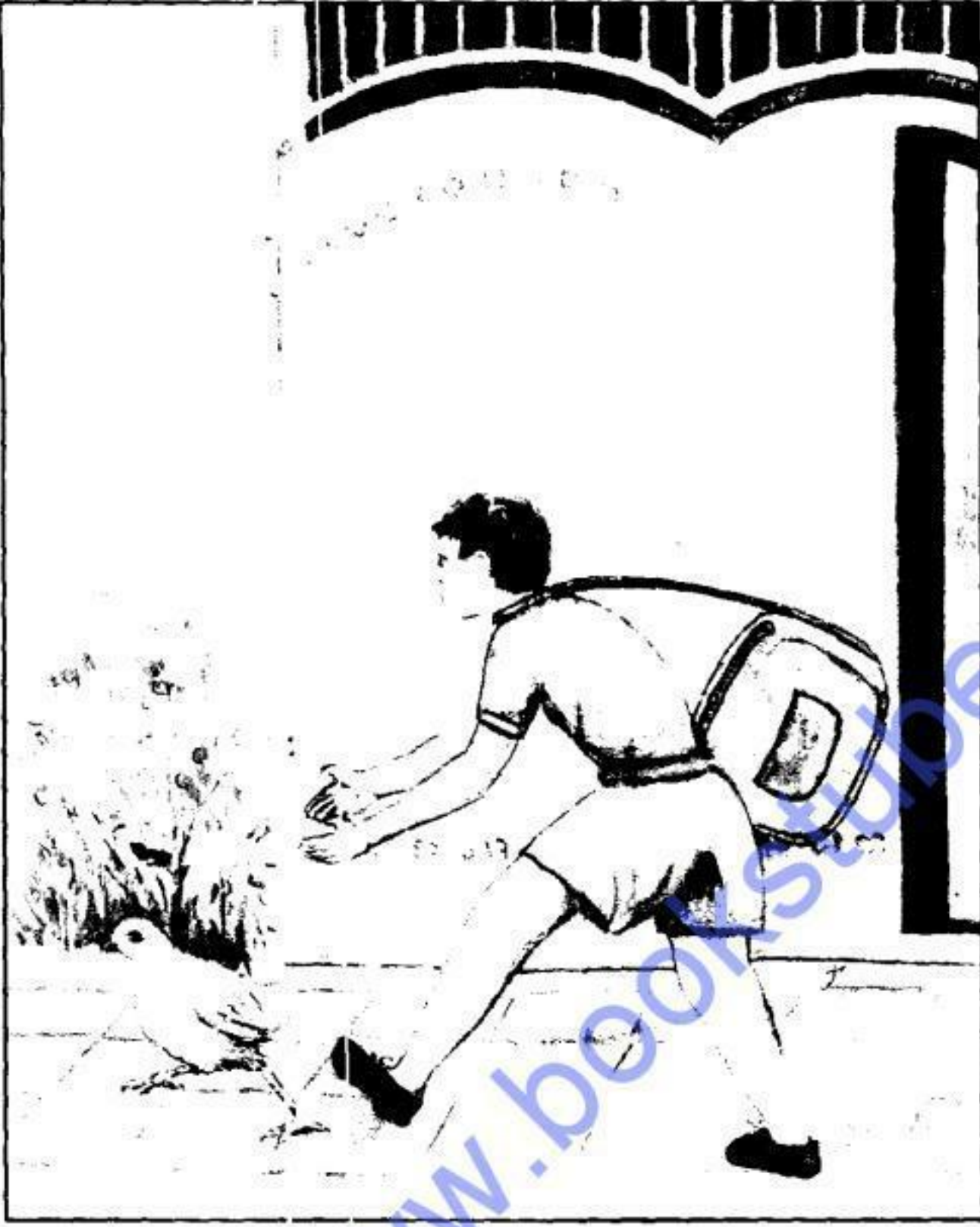
جاوید اقبال

بچپن کے دن بہت سہانے ہوتے ہیں۔ بچپن میں حماقتیں بھی ہوتی ہیں۔ بڑے ہو کر ہم ان حماقتوں کو یاد کر کے ہنستے بھی ہیں، لیکن ان سے سبق بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اپنے بچپن کی ایک حماقت مجھے یاد آ گئی ہے جو دل چسپ بھی ہے اور سبق آموز بھی۔

اس وقت میں پانچویں جماعت کا طالب علم تھا۔ اسکول سے چھٹی ہوئی۔ گرمیوں کے دن تھے۔ ان دنوں ٹریفک کی گہما گہمی نہیں ہوتی تھی۔ دوپہر کو سڑکیں

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

سنسان ہو جاتیں۔ اس وقت بھی سڑکوں پر اکا دُکا لوگ نظر آ رہے تھے۔ میں اسکول سے اپنے گھر جانے کے لیے روانہ ہوا۔ ابھی تھوڑی دور ہی چلا تھا کہ مرغی کے ایک چھوٹے سے چوزے پر نظر پڑی، جو کسی گھر سے نکل کر فٹ پاتھ پر پھر رہا تھا۔ چھوٹے چھوٹے جانور پالنے کا مجھے بچپن سے ہی شوق ہے۔ کبھی مرغی کا چوزہ گھر لے آتا، کبھی بطخ کا بچہ خرید لاتا اور کبھی خرگوش۔ پھر یہ سب بلیوں کی خوراک بن جاتے۔ اسی وجہ سے مجھے آج تک بلیاں اچھی نہیں لگتیں۔ سنسان سڑک پر چوزے کو اکیلا گھومتے دیکھ کر میرا دل للچا گیا۔ اِدھر اُدھر دیکھا، کوئی دیکھنے والا نظر نہ آیا۔ سڑک کے پار ایک کاریگر فرنیچر پر پالش کر رہا تھا۔ میں سمجھا اس کا دھیان اپنے کام کی طرف ہے۔ موقع اچھا تھا۔ میں چوزے کی طرف لپکا اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد چوزے کو پکڑ لیا اور تیزی سے گھر کی طرف چلا۔ راستے میں مجھے اپنے دو ہم جماعت مل گئے۔ انھوں نے چوزے کے متعلق پوچھا تو میں نے جھوٹ کہہ دیا کہ اپنی خالہ کے گھر سے لایا ہوں۔ ابھی ہم کچھ دور ہی چلے تھے کہ وہ شخص جو فرنیچر کا کام کر رہا تھا اور جس کی نظر بچا کر میں نے چوزہ پکڑا تھا، سائیکل پر سوار، وہاں آ پہنچا اور میرا بازو تھام کر پوچھا ''یہ چوزہ کہاں سے لیا ہے؟''

ہوا یہ کہ میں تو چوزہ پکڑ کے جلدی سے چل دیا۔ جن کا چوزہ تھا، وہ اسی وقت چوزے کو ڈھونڈنے گھر سے باہر آئے۔ چوزے کو غائب پا کر انھوں نے فرنیچر والے سے پوچھا۔ فرنیچر والا مجھے چوزے کے پیچھے بھاگتے دیکھ چکا تھا۔ اس نے کہا، میرا خیال ہے چوزہ وہی بچہ اُٹھا کر لے گیا ہے۔ فرنیچر والا سائیکل لے کر میرے پیچھے بھاگا اور مجھے آ دبوچا۔

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

اب میرا اصرار تھا کہ میں چوزہ اپنی خالہ کے گھر سے لایا ہوں، مگر وہ کہہ رہا تھا کہ اس نے چوزہ سڑک سے اُٹھایا ہے۔ جب میں اپنی بات پر اَڑا رہا تو وہ غصے سے بولا: ''کہاں ہے تمھاری خالہ کا گھر، چلو وہاں ابھی تمھارے جھوٹ کا پول کھل جائے گا۔''

میں نے کہا: ''چلو۔'' میں اسے لے کر چل پڑا۔ ساتھ ساتھ میرے کلاس فیلو بھی چل پڑے کہ دیکھیں کہ کیا تماشا ہوتا ہے۔ میں اسے اِدھر سے اُدھر گلیوں میں گھماتا رہا، تنگ آ کر اس نے کہا: ''کہاں ہے تمھاری خالہ کا گھر۔''

جب میں نے ایک دو گلیاں اور گھمائیں تو اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اس نے چوزے کو میرے ہاتھوں سے جھپٹ لیا۔ بات یہاں تک رہتی تو جان چھوٹ جاتی، مگر جانے اس کے دل میں کیا خیال آیا کہ جاتے جاتے وہ میرا بستہ بھی چھین کر لے گیا۔ میں روتا ہوا گھر آیا۔ گھر والے مجھے بستے کے بغیر روتا آتے دیکھ کر ڈر گئے۔ امی نے گلے لگا کر پوچھا: ''کیا ہوا میرے بچے کو!''

دوستو! چوری کرنا بُری بات ہے، مگر جھوٹ اس سے بھی بڑی بُرائی ہے اور ایک جھوٹ کے بعد کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ چناں چہ اپنی غلطی چھپانے کے لیے میں نے ایک جھوٹا واقعہ گھڑ لیا اور روتے ہوئے کہا: ''مجھے ایک آدمی اغوا کرنے لگا تھا، مگر میں بڑی مشکل سے خود کو چھڑا کے بھاگ آیا ہوں، بس وہ میرا بستہ لے گیا ہے۔''

گھر والوں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ بچہ صحیح سلامت گھر آ گیا ہے۔ شام کو بھائی جان نے مجھے ساتھ لے جا کر نیا بستہ، نئی کتابیں اور کاپیاں وغیرہ دلوا دیں اور

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

یہ طے ہوا کہ اب بھائی جان مجھے اسکول چھوڑنے اور چھٹی کے بعد لینے آیا کریں گے۔ دوسرے دن میں بھائی جان کے ساتھ نیا بستہ اُٹھائے اسکول جا رہا تھا۔ جب ہم اس گھر کے سامنے پہنچے، جہاں سے میں نے چوزہ پکڑا تھا۔ اس گھر کے دروازے پر ایک صاحب اور ایک خاتون کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں میرا بستہ تھا۔ وہ فرنیچر والا بھی ساتھ ہی کھڑا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے کہا: ''یہی ہے جس نے چوزہ چرایا تھا۔''

ان صاحب اور خاتون نے ہم سے معذرت کی اور کہا: ''بچے سے غلطی ہو گئی تھی، مگر یہ بے وقوف چوزے کے ساتھ بچے کا بستہ بھی چھین لایا۔ ہم صبح سے یہاں کھڑے ہیں کہ بچہ گزرے تو اس کا بستہ اسے دے دیں۔''

یہ کہہ کر انھوں نے بستہ مجھے پکڑا دیا۔ اب مجھے ایک اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ میری چوری اور جھوٹ کا راز گھر والوں کے سامنے بھی کھل گیا۔ جب میں اسکول گیا تو میرے کلاس فیلوز نے چوزے والی بات وہاں بھی پھیلا دی تھی۔ میں جس طرف سے گزرتا یہی آواز آتی: ''چوزہ چور...... چوزہ چور۔'' ☆

ای-میل کے ذریعے سے

ای-میل کے ذریعے سے خط وغیرہ بھیجنے والے اپنی تحریر اردو (ان پیج نستعلیق) میں ٹائپ کر کے بھیجا کریں اور ساتھ ہی ڈاک کا مکمل پتا اور ٹیلے فون نمبر بھی ضرور لکھیں، تاکہ جواب دینے اور رابطہ کرنے میں آسانی ہو۔ اس کے بغیر ہمارے لیے جواب دینا ممکن نہ ہوگا۔

hfp@hamdardfoundation.org

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

بیادِ شہید حکیم محمد سعید

حکیم خاں حکیم

تیرے افکار سے پائی ہے زمانے نے ضیا
علم و حکمت کے شجر سے ثمر بار ہوئے
تُو نے گم گشتہ سوالات کو سلجھایا ایسے
تیری حکمت کے ، مفکر بھی طلبگار ہوئے
تُو نے بانٹی ہے زمانے میں ہنر کی دولت
کور چشموں کو عطا روشنی کرنے والے
تُو نے ہر گام صداقت کا بھرم رکھا ہے
کہنہ سموں کو زمانے میں بدلنے والے
بچہ بچہ مرے اس دیس کا پیارا تھا تجھے
تُو نے ہر ایک پہ نظرِ عنایت کی ہے
درس و تدریس سے کردار سنوارا ان کا
نونہالوں سے سدا تُو نے محبت کی ہے
حق و انصاف کا پرچم ترے ہاتھوں میں رہا
ساتھ مظلوم کا ہر آن دیا ہے تُو نے
اپنی مٹی سے بہت پیار کیا ہے تُو نے
جب ضرورت پڑی خوں اپنا بہایا تُو نے
میرے ہر خواب کو تعبیر دلانے والے
یاد رکھیں گے سدا تجھ کو زمانے والے

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

اصل طاقت

فضیلہ ذکاء بھٹی

کسی ملک میں ایک رحم دل بادشاہ اپنی خوش اخلاقی اور نیک کاموں کی وجہ سے رعایا میں بہت زیادہ مقبول اور ہر دل عزیز تھا۔ وہ رعایا سے کوئی ٹیکس نہ لیتا تھا۔ بادشاہ کو اس کے خاص درباریوں کے سوا کسی نے نہیں دیکھا تھا، کیوں کہ وہ ہر وقت اپنا چہرہ ڈھانپ کر رکھتا تھا۔ وہ بھیس بدل کر غریب لوگوں کے گھروں میں جا کر ان کی مدد کرتا۔ وہاں کے لوگ بڑے آرام و سکون سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ اردگرد کے ممالک کے لوگ اس ملک کی مثالیں دیا کرتے تھے۔

اس ملک کے کھیت اناج سے اور باغات میووں سے مالا مال تھے۔ لوگ پُرسکون اور خوش حال زندگی بسر کر رہے تھے کہ وقت نے کروٹ لی۔ ایک پڑوسی ملک کے چند لوگ اس ملک میں داخل ہو گئے۔ رفتہ رفتہ ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ آنے والے یہ لوگ جس شخص کے ہاں ملازمت کرتے، اس سے سوائے کھانے اور رہائش کے کچھ بھی طلب نہ کرتے۔

یہ لوگ بڑے مکار تھے۔ انھوں نے پہلے اچھے اخلاق دکھا کر یہاں کے لوگوں کو اپنا گرویدہ کر لیا اور اس ملک کی تجارت سے وابستہ ہو گئے۔ آہستہ آہستہ وہ اس ملک کی تجارت پر قابض ہو گئے اور غلے کے کاروبار پر مکمل دسترس حاصل کر لی۔

ہر منڈی میں ان کے گودام بڑھتے چلے گئے۔ یہ لوگ ہر طرف غلے کے کاروبار پر چھا گئے۔ ان تاجروں نے جب لوگوں کے دلوں میں جگہ بنا لی تو اپنے کاروبار کا انداز ہی بدل ڈالا۔ ان کے دلوں میں جو خود غرضی اور مکاری تھی وہ سامنے آنے لگی۔ انھوں نے

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

ناپ تول میں کمی کو اپنا معمول بنالیا۔

عوام ان تاجروں کے رویے سے سخت پریشان تھے۔ مقامی تاجر پہلے ہی ان تاجروں کی وجہ سے اپنا کاروبار تبدیل کر چکے تھے۔ جب بات بڑھ گئی تو بادشاہ کو بھی ان کے بارے میں شکایتیں موصول ہوئیں، مگر وہ ان کی اصلاح نہ کر سکا۔ وہ اپنی مرضی سے اناج کی قیمت بھی بڑھا دیتے۔

عوام سخت محنت مزدوری کے باوجود پیٹ بھر کر دو وقت کا کھانا نہ کھا سکتے تھے۔ ملک میں بدحالی عام ہوگئی۔ بادشاہ عوام میں اپنا وقار اور اعتبار بُری طرح کھو چکا تھا۔ جو لوگ پہلے بادشاہ کے گُن گاتے تھے، اب اس کا نام سننا بھی پسند نہ کرتے۔

ایک دن بادشاہ بھیس بدل کر ایک گھر میں بچوں کو تعلیم دے رہا تھا کہ بچوں کی ماں نے سوال کیا: ''کیا ہمارا بادشاہ دوبارہ عوام میں اپنا اعتبار حاصل کر سکے گا؟''

بادشاہ جو اس وقت ایک استاد کے روپ میں تھا، بولا: ''جس طرح حالات خراب ہونے میں وقت لگا ہے، اسی طرح حالات ٹھیک ہونے میں بھی کچھ وقت لگ سکتا ہے، لیکن بادشاہ ان شاء اللہ حالات ٹھیک کر لے گا۔''

اگلے دن بادشاہ نے اپنے وزیروں کو دربار میں طلب کیا اور ملکی معاملات پر بات چیت کی اور حکم دیا کہ سرکاری گوداموں میں جتنا بھی اناج ہے، منڈیوں کے باہر اس کا ڈھیر لگا دیں اور اعلان کر دیں کہ عوام کو بادشاہ کی طرف سے مفت اناج تقسیم کیا جا رہا ہے اور کسی غیر ملکی کو بالکل نہ دیا جائے۔ یوں اُن کا کاروبار تباہ و برباد ہو جائے گا اور وہ ہمارا وطن چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

عام آدمی منڈیوں کے باہر رکھا ہوا اناج ضرورت کے مطابق لوگوں کو مفت دیا

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

جانے لگا۔ غیر ملکی دکان دار سے کوئی بھی سودا لینے نہ جاتا۔ دن بھر کام نہ چلنے کی وجہ سے وہ پریشان ہو کر ایک دوسرے سے اس کا حل پوچھتے۔

ان کے اناج کو پڑے پڑے دیمک نے چاٹنا شروع کر دیا اور یہ لوگ اپنے کاروبار سے تنگ آ گئے۔

ایک دن ایک غیر ملکی دکان دار کے پاس ایک گاہک بھول کر آ گیا۔ اس نے سامان لے کر گدھے پر رکھا اور جانے لگا تو تاجر نے کہا: ''بھائی قیمت تو دے دو، ایسے کہاں جا رہے ہو؟''

گاہک نے کہا: ''بھیا! رقم کس بات کی؟''

تاجر نے کہا: ''اس اناج کی جو تم لے جا رہے ہو۔''

گاہک نے کہا: ''شاید تم بھول رہے ہو کہ بادشاہ نے ہر خاص و عام کو اناج مفت دینے کا حکم دیا ہے۔ اگر تم اناج کی قیمت مانگو گے تو میں بادشاہ سلامت سے تمھاری شکایت کروں گا۔ پھر یہ کاروبار تمھارے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔''

یہ سن کر غیر ملکی تاجر نے اپنے سر پر ہاتھ مارا اور سوچنے لگا کہ اب کیا کیا جائے، ہمارا تو کاروبار ٹھپ ہو گیا ہے۔ اب تو یہاں رہنا اور کاروبار کرنا ناممکن ہو گیا ہے۔

بادشاہ کو چوں کہ عام لوگوں نے نہیں دیکھا تھا، اس لیے وہ عام سا لباس پہن کر شہر کا چکر لگاتا، تاکہ لوگوں کے حالات معلوم کر کے ان کو بہتر کر سکے۔ یوں آہستہ آہستہ ملک کے حالات معمول پر آنے لگے۔ غیر ملکیوں کو نقصان اُٹھانے کے بعد واپس جانا پڑا اور بادشاہ اپنا شاہی نظام بحال کر کے اپنا کھویا ہوا وقار اور کامیابی حاصل کرنے میں کام یاب ہو گیا۔

http://www.booksfree.net/
www.pdfbooksfree.pk

بادشاہ نے صرف اپنی رحم دلی اور نیک دلی کی وجہ سے غیر ملکیوں کو اپنے ملک میں آنے سے نہ روکا تھا، مگر ان لوگوں نے بادشاہ کے وقار اور نام کو مٹی میں ملانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔

اور اب وہ بادشاہ کی حکمت و دانائی سے مکمل طور پر اس ملک سے نکل گئے۔ بادشاہ ایک عام آدمی کے روپ میں عوام کے اندر جا کر ان سے گھل مل کر ان کے مسائل سنتا اور پھر انھیں حل کرتا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا۔ سچ ہے کہ حکمران کی اصل طاقت عوام ہیں اور وہ بھی جو خوش حال ہوں۔ ☆

گھر کے ہر فرد کے لیے مفید

ماہنامہ **ہمدرد صحت**

صحت کے طریقے اور جینے کے قرینے سکھانے والا رسالہ

✠ صحت کے آسان اور سادہ اصول ✠ نفسیاتی اور ذہنی اُلجھنیں

✠ خواتین کے صحی مسائل ✠ بڑھاپے کے امراض ✠ بچوں کی تکالیف

✠ جڑی بوٹیوں سے آسان فطری علاج ✠ غذا اور غذائیت کے بارے میں تازہ معلومات

ہمدرد صحت آپ کی صحت و مسرت کے لیے ہر مہینے قدیم اور جدید

تحقیقات کی روشنی میں مفید اور دل چسپ مضامین پیش کرتا ہے

رنگین ٹائٹل --- خوب صورت گٹ اپ --- قیمت: صرف ۴۰ روپے

اچھے بک اسٹالز پر دستیاب ہے

ہمدرد صحت، ہمدرد سینٹر، ہمدرد ڈاک خانہ، ناظم آباد، کراچی

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

گھڑی کی ٹِک ٹِک

شمس القمر عاکف

غور کیجیے گھڑی کی ٹک ٹک پر

دھیان دیجیے گھڑی کی ٹک ٹک پر

ایک پیغام ہے سمجھ لیجیے

ایک تلقین ہے عمل کیجیے

وقت کی ناؤ چلتی جاتی ہے

کسی صورت نہ مُڑ کے آتی ہے

کام کرنا ہے جو بھی کر لیجیے

دل کا دامن خوشی سے بھر لیجیے

وقت کھویا تو کھو گئی منزل

رونے دھونے سے کچھ نہ ہو حاصل

بات عاکفؔ کی ، فائدہ سب کا

شعر وہ ، جس میں قول ہو ڈھب کا

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk
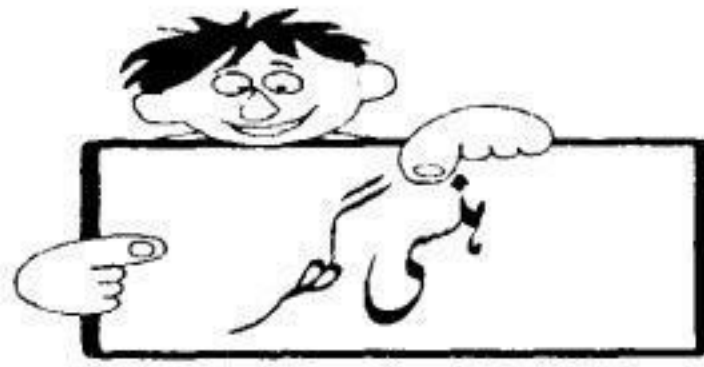
😊 ایک دوست نے دوسرے دوست سے کہا: ''آج مجھے تین دن کی غیر حاضری پر منیجر نے نوکری سے نکال دیا۔''

دوسرا دوست: ''کہہ دیتے کہ میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا تھا۔''

پہلا دوست: ''کیسے کہتا، منیجر میرے والد صاحب ہی تو ہیں۔''

مرسلہ : عبدالرحمن افتخار، لاہور

😊 ایک آدمی بچے سے: ''تم کیوں رو رہے ہو؟''

بچہ: ''میرے ابا نے ایک نئی قسم کا صابن ایجاد کیا ہے۔''

آدمی: ''تو اس میں رونے کی کیا بات ہے؟''

بچہ: ''دراصل جو گاہک بھی آتا ہے، وہ نمونہ دکھانے کے لیے میرا منھ دھوتے ہیں۔''

مرسلہ : نادیہ اقبال، کراچی

😊 ایک آدمی ڈاکٹر کے پاس آیا اور کہا: ''مجھے روزانہ رات کو خواب میں بندر کرکٹ کھیلتے دکھائی دیتے ہیں۔''

ڈاکٹر نے دوا دیتے ہوئے کہا: ''یہ گولیاں آج سونے سے پہلے کھا لینا۔''

آدمی نے کہا آج کے بجائے کل سے کھانا شروع کر دوں؟''

ڈاکٹر نے پوچھا: ''کیوں؟''

آدمی نے جواب دیا: ''آج تو میچ کا فائنل ہے۔''

مرسلہ : انوشہ علیم الدین، جگہ نامعلوم

😊 ایک بچے نے باپ سے پوچھا: ''کیا یہ سچ ہے کہ والدین کا علم بچوں سے زیادہ ہوتا ہے؟''

باپ نے کہا: ''ہاں، بالکل۔''

بچے نے باپ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا: ''تو پھر گراہم بیل کے باپ نے ٹیلی فون کیوں ایجاد نہیں کیا؟''

مرسلہ : محمد ثنایان امیر خان، کراچی

😊 ماسٹر صاحب نے کلاس میں آتے ہی کہا: ''بچو! میں نے تمھیں ایک نیک کام کرنے کو کہا

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ بتاؤ کس کس نے کیا؟''

تمام لڑکے ہاتھ اُٹھا کر بولے: ''ہم نے کیا۔''

ماسٹر صاحب: ''تم لوگوں نے کون سا نیک کام کیا ہے بتاؤ۔''

بچے: ''ہم سب نے مل کر ایک بڑھیا کو سڑک پار کرائی۔''

ماسٹر صاحب: ''لیکن تم سب نے مل کر کیوں کرائی، ایک بچہ ہی کرا دیتا۔''

بچے: ''سر! وہ بڑھیا سڑک پار کرنا ہی نہیں چاہ رہی تھی۔''

مرسلہ : محمد الیاس چنا، بیلا

ایک کروڑ پتی کا کلرک اس کی خوشامد کر رہا تھا: ''حضور! آپ ان پڑھ ہونے کے باوجود کروڑ پتی بن گئے۔ اگر آپ پڑھے لکھے ہوتے تو نہ جانے آپ کی دولت کتنی ہوتی۔''

کروڑ پتی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: ''اگر میں پڑھا لکھا ہوتا تو تمھاری طرح کلرک ہوتا۔''

مرسلہ : جواد الحسن، لاہور

ایک صاحب کو اپنے کندھے پر چیونٹی رینگتی ہوئی محسوس ہوئی۔ انھوں نے اسے پکڑ کر اپنے پاؤں پر چھوڑ دیا۔ وہاں سے رینگتی ہوئی وہ دوبارہ کندھے تک آ گئی۔ جب انھوں نے کئی مرتبہ ایسا ہی کیا تو قریب بیٹھا ہوا دوست بولا: ''اب اسے مار ہی ڈالیں۔''

جواب ملا: ''اتنی آسانی سے نہیں، میں تو اسے چلا چلا کر مار دوں گا۔''

مرسلہ : حرا سید شاہ، جوہر آباد

فقیر: ''اللہ کے نام پر کچھ دے دو۔''

جاوید: ''تمھارے، پاس پانچ سو روپے کی ریزگاری ہے؟''

فقیر: ''ہاں ہے۔''

جاوید: ''تو پہلے اسے تو خرچ کرو۔''

مرسلہ : عمیرہ صابر، کراچی

ایک کنجوس اپنی بیوی سے بولا: ''آج ہم کھانا باہر کھائیں گے۔''

بیوی خوش ہو کر بولی ''اچھا، کون سے ہوٹل میں کھانا کھانے جائیں گے ہم؟''

کنجوس بولا: ''میرا مطلب ہے روزانہ

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

کمرے میں کھاتے ہیں، آج باہر صحن میں کھائیں گے۔''

مرسلہ : ڈاکٹر صوبیہ رحمٰن، حیدر آباد

پہلا دوست: ''تم مجھے سوتے ہوئے بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔''

دوسرا دوست: ''تمھیں غلط فہمی ہوئی ہے۔''

پہلا دوست: ''کیسی غلط فہمی؟''

دوسرا دوست: ''یہی کہ میں سو رہا تھا۔''

مرسلہ : سیدہ اریبہ بتول، کراچی

ایک بچہ کافی دیر سے تاریخ کی کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس نے کئی بادشاہوں کے عروج و زوال کی تاریخ پڑھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پڑھتے پڑھتے اُکتا گیا اور کتاب میز پر ڈالتے ہوئے بڑبڑایا: ''یہ بھی کوئی کتاب ہے کہ دو صفحے سے زیادہ کوئی زندہ ہی نہیں رہتا۔''

مرسلہ : کومل فاطمہ اللہ بخش، کراچی

اخبار والا آواز لگا رہا تھا: ''آج کی تازہ خبر...... پندرہ آدمیوں کو لوٹ لیا گیا۔''

ایک راہ گیر نے اخبار خریدا، مگر اس میں ایسی کوئی خبر نہیں تھی۔ وہ اخبار والے کی طرف بھاگا۔

اب اخبار والا آواز لگا رہا تھا: ''آج کی تازہ خبر...... سولہ آدمیوں کو لوٹ لیا گیا۔''

مرسلہ : خالد سیف اللہ، اٹک

ایاز (فیاض) سے: ''دیکھو میرے دانت موتیوں کی طرح سفید ہیں۔''

فیاض: ''اس میں خوش ہونے کی کیا بات ہے، میرے دانت سونے کی طرح پیلے ہیں۔''

مرسلہ : سید محمد اسامہ، کراچی

ایک جلسے میں مہمانِ خصوصی کافی دیر سے پہنچے۔ ان کی وجہ سے جلسے کے حاضرین کو کافی انتظار اور کوفت کا سامنا کرنا پڑا۔

جب ان کی تقریر شروع ہوئی تو انھوں نے دیر سے آنے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا: ''دراصل آج میں کمشنر صاحب کی دعوت میں گیا تھا۔ انھوں نے مجھے اتنے لڈو کھلائے کہ اب اگر میں نے ایک لڈو بھی کھایا تو بول نہیں سکوں گا۔''

فوراً ہی مجمع میں سے ایک آواز آئی: ''ذرا ان کے منھ میں ایک لڈو تو رکھنا۔''

مرسلہ : واجد نگینوی، کراچی

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

بیت بازی

بجا کہے جسے عالم اسے بجا سمجھو
زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

شاعر: ابراہیم ذوق پسند: سیدہ اریبہ بتول، کراچی

ہیں وہی لوگ جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

شاعر: علامہ اقبال پسند: شائم عمران، نارتھ کراچی

دوستی میں اپنا اپنا حق ادا کرتے رہے
وہ جفا کرتے رہے، ہم وفا کرتے رہے

شاعر: قمر جلالوی پسند: پارس احمد خان، اورنگی ٹاؤن

دنیا کی نفرتیں مجھے قلاش کر گئیں
اک پیار کی نظر مرے کاسے میں ڈالیے

شاعر: قتیل شفائی پسند: عاقب خان جدون، ایبٹ آباد

فراز ملتے ہیں غم بھی نصیب والوں کو
ہر اک کے ہاتھ کہاں یہ خزانے لگتے ہیں

شاعر: احمد فراز پسند: صدف مختار، بوسال

کون کس کی راہ میں حائل ہوا
بھیڑ میں یہ فیصلہ مشکل ہوا

شاعر: آفاق صدیقی پسند: طاہر امان، کراچی

وہ اس طرح نظر آیا کہ جیسے پتھر ہو
کوئی بتائے کہ وہ شخص سوچتا کیا تھا

شاعر: رحمان خاور پسند: جواد علی، لاہور

لوگ نظروں کو بھی پڑھ لیتے ہیں
اپنی آنکھوں کو جھکائے رکھنا

شاعر: اختر ہوشیارپوری پسند: مریم جاوید، ملتان

چلا ہوں ڈھونڈنے خود کو اگر کبھی طالب
تو اپنے آپ سے میں نے نظر چرا لی ہے

شاعر: طالب قریشی پسند: عبدالحاطب، جعفرآباد

اس کے لفظوں کی کاٹ ایسی تھی
اب تلک روح میری گھایل ہے

شاعر: انجم جاوید پسند: شمائلہ ذیشان، ملیر

اپنا اپنا غم لیے بیٹھے ہیں سب اہلِ خرد
کون سنتا ہے تری محفل میں دیوانے کی بات

شاعر: ارشد صدیقی پسند: علی حیدر لاشاری، لاکھڑا

عہدِ نو کا اس سے بڑھ کر سانحہ کوئی نہیں
سب کی آنکھیں جاگتی ہیں، بولتا کوئی نہیں

شاعر: سلیم کوثر پسند: عبدالرافع، لیاقت آباد

اس شہرِ بے وفا کا یہ دستور ہے عجب
کچھ دن ہر اک کو یاد کیا، پھر بھلا دیا

شاعر: خمار فاروقی پسند: سید بازل ہاشمی، کورنگی

فقط اک گردشِ دوراں پہ تہمت آ گئی ہے
مری بربادیوں میں تو حصہ آپ کا بھی ہے

شاعر: سہیل غازی پوری پسند: حماد قاسم، کراچی

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

انعامی سلسلہ ۲۴۰

معلومات افزا

معلومات افزا کے سلسلے میں حسبِ معمول ۱۶ سوالات دیے جا رہے ہیں۔ سوالوں کے سامنے تین جوابات بھی لکھے ہیں، جن میں سے کوئی ایک صحیح ہے۔ کم سے کم گیارہ صحیح جوابات دینے والے نونہال انعام کے مستحق ہو سکتے ہیں، لیکن انعام کے لیے گیارہ سے زیادہ صحیح جوابات بھیجنے والے نونہالوں کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر ۱۶ جوابات صحیح دینے والے نونہال ۱۵ سے زیادہ ہوئے تو پندرہ نام قرعہ اندازی کے ذریعے سے نکالے جائیں گے۔ قرعہ اندازی میں شامل ہونے والے باقی نونہالوں کے صرف نام شائع کیے جائیں گے۔ گیارہ سے کم صحیح جوابات دینے والوں کے نام شائع نہیں کیے جائیں گے۔ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ جوابات صحیح دیں اور انعام میں ایک اچھی سی کتاب حاصل کریں۔ صرف جوابات (سوالات نہ لکھیں) صاف صاف لکھ کر کوپن کے ساتھ اس طرح بھیجیں کہ ۱۸- فروری ۲۰۱۵ء تک ہمیں مل جائیں۔ کوپن کے علاوہ علاحدہ کاغذ پر بھی اپنا مکمل نام پتا بہت صاف لکھیں۔ ادارہ ہمدرد کے ملازمین / کارکنان انعام کے حق دار نہیں ہوں گے۔ ☆

۱۔ حضرت ایوب بہت زیادہ .... کرنے والے مشہور ہیں۔ (غصہ - صبر - اعتبار)

۲۔ حضورِ اکرمؐ کے پردادا کا نام .... تھا۔ (کعب - سعد - ہاشم)

۳۔ پاکستان کی ایک بڑی سیاسی جماعت پیپلز پارٹی .... میں قائم ہوئی تھی۔ (۱۹۶۵ء - ۱۹۶۷ء - ۱۹۶۹ء)

۴۔ پاکستان میں تیار کردہ پہلے ٹریکٹر کا نام .... ہے۔ (نشان - مہران - باغبان)

۵۔ قائداعظم کے مقبرے کا سنگِ بنیاد .... نے رکھا تھا۔ (محترمہ فاطمہ جناح - لیاقت علی خاں - صدر ایوب خاں)

۶۔ ''عمر شیخ مرزا'' مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر کے .... کا نام ہے۔ (والد - چچا - دادا)

۷۔ ۱۲۳۶ء میں دہلی پر .... نے حکومت قائم کی۔ (رانی جھانسی - نور جہاں - رضیہ سلطانہ)

۸۔ .... انڈونیشیا کے پہلے صدر تھے۔ (زینی عبداللہ - سوہارتو - ڈاکٹر احمد سوکارنو)

۹۔ اردو کے دو مشہور شاعر اور ادیب جگن ناتھ آزاد اور تلوک چند محروم آپس میں .... تھے۔
(بھائی بھائی - چچا بھتیجے - باپ بیٹے)

۱۰۔ آسمان پر سات ستاروں کے جھرمٹ کو .... کہتے ہیں۔ (دب اکبر - دب اصغر - دب اکبر)

۱۱۔ مشہور ڈراما نگار ولیم شیکسپیئر کا انتقال .... سال کی عمر میں ہوا تھا۔ (۵۲ - ۵۷ - ۵۹)

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

۱۲۔ ''ANISEED'' انگریزی زبان میں .... کو کہتے ہیں۔ (دھنیا ۔ سونٹھ ۔ سونف)

۱۳۔ ''خر'' فارسی زبان میں .... کو کہتے ہیں۔ (دنبے ۔ گدھے ۔ گیدڑ)

۱۴۔ داستان امیر حمزہ کے مصنف .... ہیں۔ (ڈپٹی نذیر احمد ۔ عبدالحلیم شرر ۔ خلیل علی خاں اشک)

۱۵۔ اردو زبان کا ایک محاورہ ہے: یہ منھ اور .... کی دال۔ (ارہر ۔ مونگ ۔ مسور)

۱۶۔ الطاف حسین حالی کے اس شعر کا دوسرا مصرع مکمل کیجیے:

ہم نہ کہتے تھے کہ حالی چپ رہو راست گوئی میں ہے .... بہت (رسوائی ۔ بدنامی ۔ بربادی)

کوپن برائے معلومات افزا نمبر ۲۲۹ (فروری ۲۰۱۵ء)

نام : ....

پتا : ....

....

....

کوپن پر صاف صاف نام، پتا لکھیے اور اپنے جوابات (سوال نہ لکھیں، صرف جواب لکھیں) کے ساتھ لفافے میں ڈال کر دفتر ہمدرد نونہال، ہمدرد ڈاک خانہ، کراچی ۷۴۶۰۰ کے پتے پر اس طرح بھیجیے کہ ۱۸۔فروری ۲۰۱۵ء تک ہمیں مل جائیں۔ ایک کوپن پر ایک ہی نام بہت صاف لکھیں۔ کوپن کو کاٹ کر جوابات کے صفحے پر چپکا دیں۔

کوپن برائے بلاعنوان انعامی کہانی (فروری ۲۰۱۵ء)

عنوان : ....

نام : ....

پتا : ....

....

یہ کوپن اس طرح بھیجیں کہ ۱۸۔فروری ۲۰۱۵ء تک دفتر پہنچ جائے۔ بعد میں آنے والے کوپن قبول نہیں کیے جائیں گے۔ ایک کوپن پر ایک ہی نام اور ایک ہی عنوان لکھیں۔ کوپن کو کاٹ کر کاپی سائز کے کاغذ پر درمیان میں چپکائیے۔

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

دنیا کے نامور ادیبوں کے حالاتِ زندگی پر معلوماتی کتابیں

حسن ذکی کاظمی کے قلم سے

ولیم شیکسپیئر انگریزی ادب کے عظیم ڈراما نگار شیکسپیئر کے حالاتِ زندگی، جس کے ڈرامے ساری دنیا میں پڑھے جاتے ہیں۔ یہ کتاب اس کے کارناموں سے واقف کرانے میں بہت مددگار ہے۔

شیکسپیئر کی تصویر کے ساتھ خوب صورت ٹائٹل صفحات : ۲۴ قیمت : ۲۵ روپے

سیموئل ٹیلر کولرج انگریزی کے اس عظیم شاعر نے محنت، شوق اور صلاحیتوں سے خود علم سیکھا اور شعر و ادب کی دنیا میں اپنا اہم مقام بنایا۔ اس کتاب میں اس کے حالاتِ زندگی دیے گئے ہیں۔

کولرج کی تصویر کے ساتھ خوب صورت ٹائٹل صفحات : ۲۴ قیمت : ۳۵ روپے

ولیم ورڈز ورتھ ورڈز ورتھ نے انگریزی شاعری کو ایک نیا رخ دیا۔ سانیٹ بھی لکھے اور مضامین بھی۔ اس کتاب میں اس کی زندگی کے حالات اور کارنامے بیان کیے گئے ہیں۔

ولیم ورڈز ورتھ کی تصویر کے ساتھ خوب صورت ٹائٹل صفحات : ۲۴ قیمت : ۳۵ روپے

برونٹے سسٹرز تین برونٹے بہنوں نے اپنی شاعری اور ناولوں کے ذریعے سے عورتوں کے حقوق اور آزادی کے لیے آواز بلند کی۔ یہ ایک دل چسپ معلوماتی کہانی ہے، جو اس کتاب میں پڑھیے۔

برونٹے بہنوں کی خوب صورت تصویر کے ساتھ رنگین ٹائٹل صفحات : ۲۴ قیمت : ۴۵ روپے

چارلس ڈکنز عظیم ناول نگار جسے کتابیں پڑھنے کے شوق نے دنیا کے نامور ادیب کا اعلا مقام عطا کیا۔

ٹائٹل پر ڈکنز کی خوب صورت تصویر صفحات : ۲۴ قیمت : ۴۵ روپے

ٹامس ہارڈی انگریزی کا پہلا ناول نگار جس نے گاؤں کی حقیقی زندگی کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا۔

ہارڈی کی تصویر سے سجا ٹائٹل صفحات : ۲۴ قیمت : ۴۵ روپے

ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، ہمدرد سینٹر، ناظم آباد نمبر ۳، کراچی۔ ۷۴۶۰۰

http://www.bookstube.net

www.pdfbooksfree.pk

نونہال مصور

سمیہ و عفیفہ وسیم، سکھر

خنساء امتیاز، راولپنڈی

توقیر، میرپور خاص
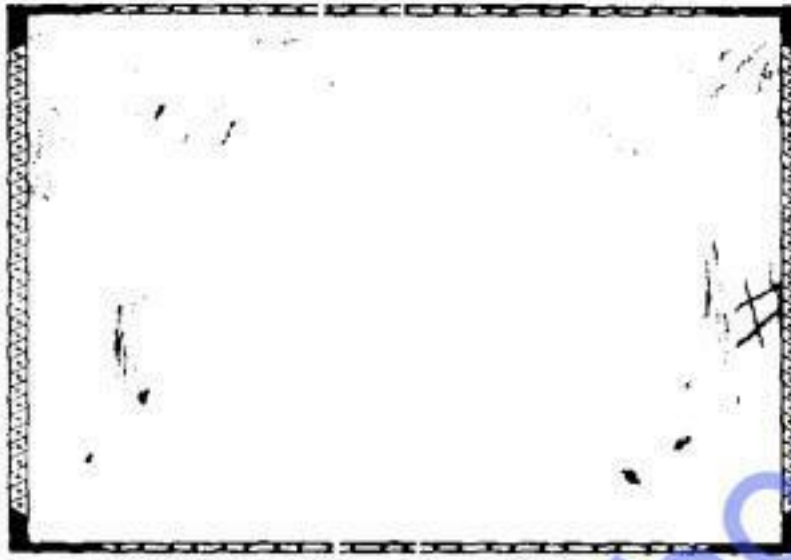
کومل فاطمہ اللہ بخش، لیاری ٹاؤن
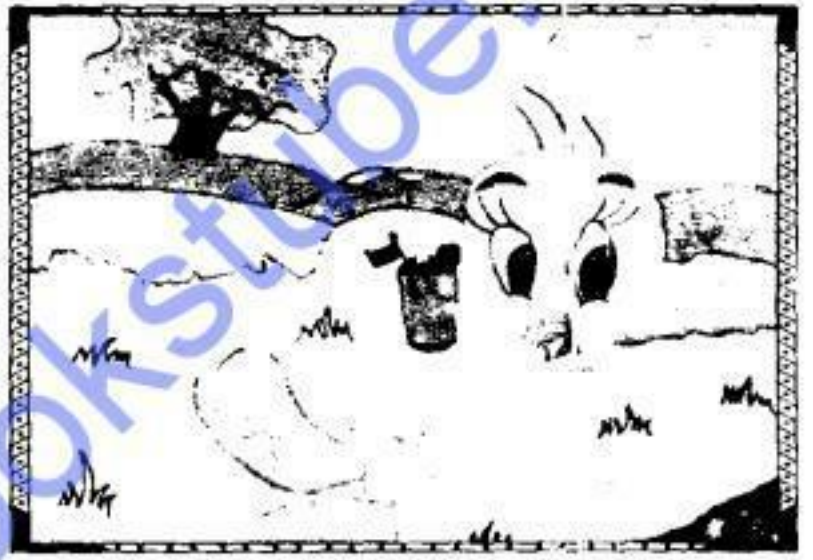
اسریٰ خان، کراچی

محمد سعد خان، کراچی

محمد شایان، اسمر خان، کراچی

http://www.booksube.net

www.pdfbooksfree.pk

http://www.bookstube.net

www.pdfbooksfree.pk

ربیعہ فہیم الدین شیخ، حیدرآباد

حفصہ مریم، رحیم یار خان

محمد طلحہ جوئیہ، کراچی

جہاں زیب مسرت، بہاول پور

محمد علی حیدر، لاہور

وقار احمد، میرپور خاص

جواد الحسن، لاہور

اسامہ ظفر راجا، سرائے عالمگیر

www.pdfbooksfree.pk

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

''چن'' گھر کی کھڑکی میں سے گلی کا نظارہ کر رہا تھا۔ اسے دور سے اپنا بھائی ''ین'' آتا نظر آیا۔ وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا، ایسا لگتا تھا کہ بیمار ہے۔ جب وہ قریب آیا تو اس کے ہاتھ میں دوا کی شیشی بھی نظر آئی۔ اس نے پکار کر پوچھا: ''ین! کیا تم بیمار ہو؟''

ین نے چونک کر اسے دیکھا اور ہاں میں گردن ہلائی۔

چن نے پوچھا: ''تمھیں کیا ہوا ہے؟''

ین آہستہ سے کچھ بولا اور اپنے گھر میں داخل ہو گیا۔

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

دونوں بھائی چین کے ایک دور دراز قصبے میں کھپریل کی چھت والے ایک بڑے مکان میں رہتے تھے۔ وہ گھر پہلے ایک ہی تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد چن نے جائداد کا بٹوارا کرلیا تھا۔ وہ ایک لالچی انسان تھا۔ اس نے ین کو بہلا پھسلا کر دکان اپنے نام کرالی تھی۔ ین کو ایک چھوٹی دکان ملی تھی، جو زیادہ نہیں چلتی تھی۔ اسے شروع میں پریشانی ہوئی، لیکن پھر محنت اور ایمان داری کی بدولت کام چلنے لگا۔ ین کی کوئی اولاد بھی نہیں تھی۔

کچھ دیر بعد ین کے دروازے پر دستک ہوئی۔ اس کی بیوی ''لوئی'' نے دروازہ کھولا تو چن کھڑا تھا۔ وہ چالاکی سے مسکرا کر بولا: ''میں بھائی کی خیریت پوچھنے آیا ہوں۔''

لوئی نے اسے اندر بلالیا۔ ین مکان کے نچلے حصے میں ہی ایک پلنگ پر لیٹا تھا۔ چن اس کے پاس کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا: ''کیا ہوا میرے بھائی! تمھیں کیا تکلیف ہے؟''

ین نے بتایا کہ اس کے پیٹ میں تکلیف ہے۔

چن بولا: ''تم فکر نہ کرو، گھر پر آرام کرو۔ میں سب سنبھال لوں گا۔'' وہ کچھ دیر بیٹھ کر چلا گیا۔

لوئی بولی: ''آج تمھارے بھائی کو ہمارا خیال کیسے آگیا؟''

ین نے کہا: ''وہ جیسا بھی ہے، ہے تو میرا ہی بھائی، اس مصیبت کی گھڑی میں وہی کام آئے گا۔''

وہ بولی: ''ہاں بھائی ہی بھائی کے کام آتا ہے، لیکن کچھ عرصے سے اس کا سلوک ہمارے ساتھ اچھا نہیں رہا۔ پچھلے ایک سال سے تو اس نے بات چیت بند کر رکھی ہے۔''

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk
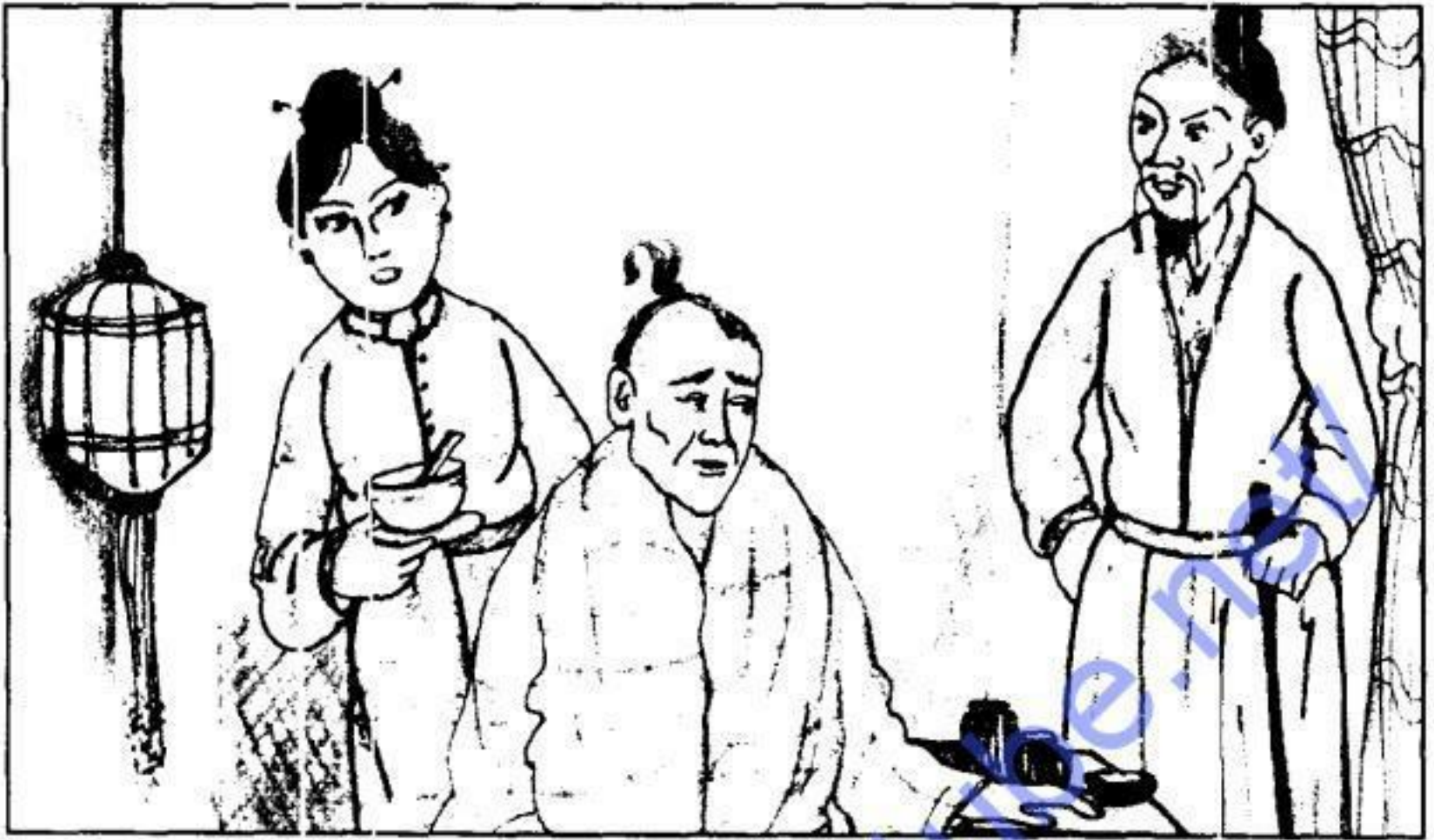
ین گردن ہلاتے ہوئے سوچ میں ڈوب گیا۔

گزشتہ سال جب دھان کی فصل بہت اچھی ہوئی تھی تو ین نے ایک ساتھ بہت سارا مال خرید لیا تھا۔ اس کے گھر کا نچلا حصہ بوریوں سے بھر گیا تھا، پھر بھی کچھ بوریاں بچ گئیں تھیں۔ اس نے چن سے ایک کمرا مانگا، لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ وہ ایک ساتھ اتنا سارا دھان خریدنے پر ین سے حسد کرنے لگا تھا، حال آنکہ وہ خود ہر سال ڈھیروں دھان خریدتا تھا اور ہمیشہ ین کے گھر میں رکھتا تھا۔ آخر ین کو کرائے کی جگہ لینی پڑی تھی، اس طرح اسے کم منافع ہوا تھا۔

دوسرے دن چن پھر وہاں آیا۔ اس بار وہ اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لایا تھا۔ لوئی گھر کے کام کاج میں مصروف تھی۔ چن اپنے بیٹے کو ین کے پاس تیمارداری کے لیے چھوڑ گیا۔ پھر تو لڑکا ہر وقت وہاں بیٹھا نظر آنے لگا۔ وہ اپنی ضرورت کا سامان بھی

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

ایک صندوق میں بھر کر وہاں لے آیا تھا۔لوئی نے اعتراض کیا تو ین بولا: ''وہ میرے پاس ہوتا ہے تو میرا دل بہلا رہتا ہے۔''

ایک دن لوئی نے دیکھا کہ لڑکا دروازے پر رنگ کر رہا ہے۔ اس نے وجہ پوچھی تو لڑکا بولا: ''اس دروازے کا رنگ خراب ہو گیا ہے۔ ابا کے پاس رنگ رکھا ہوا تھا، انھوں نے بھیجا ہے۔''

یہ سن کر لوئی خاموش ہو گئی۔ اس کے چہرے پر فکر مندی نظر آ رہی تھی۔ وہ ایک پڑھی لکھی، سمجھ دار عورت تھی۔

ین کی طبیعت بگڑتی جا رہی تھی۔ وہ بستر سے لگ گیا تھا۔لوئی افسردگی سے اس کی خدمت کر رہی تھی۔ چن کا لڑکا بھی مستقل وہیں رہ رہا تھا۔ ایک دفعہ لوئی نے اسے گھر جانے کو کہا بھی تو اس وقت چن بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے لوئی کو آنکھیں دکھائیں اور بولا: ''لڑکے کو اپنے تایا کی خدمت کرنے دو۔ تم اسے روکنے والی کون ہوتی ہو؟''

پھر چن کے لڑکے نے ایک الماری اور چند کرسیاں بھی وہاں لا کر رکھ دیں۔ شاید وہ لوگ آہستہ آہستہ گھر پر اپنا قبضہ جما رہے تھے۔

ایک دن لوئی اوپر کی منزل پر ین کے لیے سوپ بنا رہی تھی۔ ین کی طبیعت زیادہ خراب تھی۔ چن اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ لوئی نیچے آئی تو اس نے چن کو چپکے چپکے کچھ باتیں کرتے سنا۔ وہ زینے پر ہی رک گئی۔ چن مکان کے کاغذوں کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ ین اسے بتا رہا تھا کہ کاغذات اس کے نام ہیں۔ ان کی باتیں سن کر

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

لوئی فکر مند ہوگئی۔ جب چن اپنے گھر چلا گیا تو وہ اپنے شوہر سے دیر تک باتیں کرتی رہی۔ اس کے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔

اس کے ایک ہفتے بعد ین کا انتقال ہوگیا۔ کئی دن تک لوگ تعزیت کے لیے آتے رہے۔ لوئی بہت غم زدہ تھی۔ آہستہ آہستہ لوگ اپنے کاموں میں لگ گئے، لیکن چن کے بیٹے نے وہیں ڈیرا ڈال رکھا تھا۔

ایک دن لوئی بولی: ''اب تم بھی اپنے گھر جاؤ۔''

لڑکا بولا: ''ابا نے مجھے یہاں رہنے کو کہا ہے۔ یہ ہمارا گھر ہے۔''

''یہ تمھارا گھر کیسے ہوگیا؟'' لوئی غصے سے بولی۔

لڑکا چن کو بلا لایا۔ چن چالاکی سے بولا: ''اسے یہاں رہنے دو۔ تم اکیلی عورت اتنے بڑے گھر کا کیا کروگی؟''

لوئی خاموش ہوگئی۔ چن کا خاندان چالاکی سے نیچے کی منزل پر قابض ہوگیا تھا۔ کچھ دن ہی گزرے تھے کہ لوئی نے مقامی عدالت میں مقدمہ دائر کردیا۔ چن کو اس بات کی اُمید تھی۔ اس نے اپنے ہی جیسے ایک عیار وکیل سے بات کر رکھی تھی۔ مقررہ دن سب عدالت میں پیش ہوئے۔ وہاں قصبے کے اور لوگ بھی موجود تھے۔ چن کا وکیل خوب تیاری کر کے آیا تھا۔ عدالت کی کارروائی شروع ہوئی تو عجیب صورت حال سامنے آئی۔ لوئی کا کوئی وکیل نہیں تھا۔ جج صاحب نے لوئی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ اُٹھ کر پُر اعتماد لہجے میں بولی: ''جنابِ عالی! میں ایک غریب عورت ہوں۔ وکیل کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتی۔ میں اپنا مقدمہ خود لڑنا چاہتی ہوں۔''

http://www.booksube.net
www.pdfbooksfree.pk

اس کی بات سن کر عدالت میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔ جج صاحب نے موگری (ہتھوڑی) بجائی اور بولے: ''اگر آپ چاہیں تو عدالت آپ کو وکیل فراہم کر سکتی ہے۔''

لوئی بولی: ''جناب! میں ایک پڑھی لکھی عورت ہوں اور یہاں آنے سے پہلے میں نے قانون کی کچھ کتابیں بھی پڑھی ہیں۔ میرا خیال ہے میں اپنا مقدمہ خود لڑ سکتی ہوں، کیوں کہ میں جانتی ہوں کہ سچی بات، لمبی چوڑی بحثوں سے بہتر ہوتی ہے۔ جس طرح گھپ اندھیرے کو روشنی کی ایک کرن آنِ واحد میں ختم کر دیتی ہے۔''

جج صاحب نے توجہ سے اس کی بات سنی اور سر ہلا کر مقدمے کی کارروائی شروع کرنے کا اشارہ کیا۔ چن کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس کے چالاک وکیل کے سامنے لوئی کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ اسے یقین تھا کہ جلد ہی معاملہ نمٹ جائے گا۔

پہلے لوئی نے بات شروع کی۔ اس نے مختصر لفظوں میں گزشتہ سالوں کے درمیان ہونے والے واقعات سنائے۔ ین کی بیماری اور پھر اچانک چن کے رویے میں تبدیلی کا ذکر کیا، پھر اس کے گھر پر آہستہ آہستہ قبضہ جمانے کی تفصیل سنائی۔ اس کا اندازِ بیان دل نشین تھا۔ سب خاموشی سے اس کی باتیں سن رہے تھے۔ وہ بولی: ''جناب! میں ایک بے سہارا عورت ہوں، دنیا میں میرا کوئی نہیں، اگر چن کو نیچے کا مکان دے دیا گیا تو کچھ دنوں میں یہ پورے مکان پر قابض ہو جائے گا۔''

چن کا وکیل کھڑا ہوا۔ وہ بھرپور تیاری کر کے آیا تھا۔ اس نے قانونی پہلوؤں اور نکتوں کو بیان کیا اور یہ ثابت کیا کہ مکان پانچ سال پہلے ایک ہی تھا، بعد میں اسے تقسیم کیا گیا۔ وکیل کہہ رہا تھا: ''جناب! ین مرحوم مکان تقسیم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

لوئی تھی، جس نے لڑ کر یہ کام کرایا اور اس کا موکل چن ایک ملنسار اور درد مند آدمی ہے اس نے آخری وقت میں اپنے بھائی کی بھرپور خدمت کی ہے۔''

لوئی کی باری آئی تو وہ بولی: ''وکیل صاحب کی بات آدھا سچ اور آدھا جھوٹ ہے۔ یہ بات ساری دنیا جانتی ہے کہ مکان پہلے ایک ہی تھا، لیکن اسے میں نے نہیں، خود چن نے لڑ کر تقسیم کرایا تھا۔ اس کے بہت سے گواہ موجود ہیں۔ جن وکیل صاحب نے کاغذات بنائے تھے، میں نے آتے وقت ان سے درخواست کی تھی کہ کچھ دیر کے لیے عدالت میں تشریف لے آئیں۔ وہ اس وقت عدالت میں موجود ہیں۔''

جج صاحب نے اس وکیل کو کٹہرے میں بلایا۔ انھوں نے گواہی دی۔ چن کے چہرے پر پریشانی نظر آرہی تھی۔ اسے اس بات کی اُمید نہیں تھی کہ لوئی اس وکیل کو عدالت میں لے آئے گی۔ چن کے وکیل نے فوراً پینترا بدلا اور بولا: ''جناب! اس حقیقت کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا کہ مکان ین کے نام ہے اور اس کی کوئی اولاد نہیں، چناں چہ قانون کے مطابق وراثت میں مرحوم کی بیوی کے ساتھ ساتھ بھائی کا بھی حصہ بنتا ہے، لہٰذا مکان کو تقسیم کرنے کا حکم دیا جائے۔''

چن کا وکیل مسکرا کر بیٹھ گیا، اپنی دانست میں اس نے وہ حربہ استعمال کیا تھا، جس کا جواب لوئی کے پاس نہیں ہو سکتا تھا، کیوں کہ وہاں کا قانون یہی تھا۔ لوئی بھی یہ بات اچھی طرح جانتی تھی۔ وہ آگے آئی اور بولی: ''جنابِ عالی! اس بات کا جواب دینے سے پہلے میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتی ہوں۔ میں ایک پڑھی لکھی عورت ہوں: عرصے سے میری خواہش ہے کہ میں اسکول کھولوں۔ ین بھی اس پر راضی

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ ہم گھر کی نچلی منزل میں اسکول کھولنا چاہتے تھے، جہاں غریب بچوں کو مفت تعلیم دی جاتی۔''

جین کے وکیل نے فوراً اس کی بات کاٹی اور بولا: ''آپ کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت ہے؟''

لوئی مسکرا کر بولی: ''نہیں، کیوں کہ گھر میں ہونے والی روزمرہ کی باتوں کو کوئی لکھ کر نہیں رکھتا، کیا آپ ایسا کرتے ہیں؟''

وکیل بوکھلا گیا۔ لوگ زور سے ہنسے۔ جج صاحب نے موگری بجائی۔

وکیل سنبھل کر بولا: ''پھر اس بات کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔''

لوئی نے کہا: ''بے شک اس بات کی کوئی حیثیت نہیں، لیکن ہر غریب بچے کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کی تو اہمیت ہے۔ ہمیں ہر اصول پر پورا پورا عمل کرنا چاہیے۔''

وکیل بولا: ''قانون یہ کہتا ہے کہ اگر مرحوم کی کوئی ولادت نہ ہو تو بیوی کے ساتھ ساتھ وراثت میں بھائی کا بھی حصہ ہوتا ہے۔ آپ مکان کے کاغذات جو ین کے نام ہیں، جج صاحب کی خدمت میں پیش کریں۔''

لوئی دھیرے سے مسکرائی اور کچھ کاغذات نکال کر جج صاحب کو پیش کیے۔ انھوں نے اسے پڑھا اور چونک اُٹھے، پھر لوئی کو بات جاری رکھنے کا کہا۔ وہ بولی: ''ین کے انتقال سے ایک ہفتے پہلے چن اس سے کاغذات کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ اس کے جانے کے بعد میں نے ین کو اپنے خدشات سے آگاہ کیا تو اس کی آنکھیں کھل گئیں تھیں۔ میں باپ بیٹے کا منصوبہ سمجھ گئی تھی۔ ین نے دوسرے ہی دن

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

وکیل کو بلا کر مکان میرے نام کر دیا تھا۔''

جج صاحب نے اثبات میں گردن ہلائی اور کھنکھار کر بولے: ''ان کاغذات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ گھر لوئی کے نام ہو چکا ہے، لہٰذا عدالت چن کو حکم دیتی ہے کہ مکان سے فوری طور پر اپنا قبضہ ختم کرے اور آیندہ کے لیے عدالت اس بات کی تنبیہ کرتی ہے کہ لوئی کو کسی بھی طریقے سے تنگ نہ کیا جائے، ورنہ اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔''

وکیل اور چن حیرت سے سب سن رہے تھے۔ لوئی کا چہرہ خوشی سے کھل اُٹھا تھا۔ جج صاحب پھر گویا ہوئے: ''لوئی کا بچوں کو تعلیم دینے کا جذبہ قابلِ تحسین ہے۔ تعلیم روشنی کی وہ کرن ہے، جو جہالت کے اندھیرے کو دور کرتی ہے اور لوگ اچھی راہ پر چل کر زندگی میں کام یاب ہوتے ہیں۔ عدالت برخاست کی جاتی ہے۔''

سب لوئی کو مبارک باد دے رہے تھے۔ چن منھ چھپا کر عدالت سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆

اس بلا عنوان انعامی کہانی کا اچھا سا عنوان سوچیے اور صفحہ ۶۳ پر دیے ہوئے کوپن پر کہانی کا عنوان، اپنا نام اور پتا صاف صاف لکھ کر ہمیں ۱۸-فروری ۲۰۱۵ء تک بھیج دیجیے۔ کوپن کو ایک کاپی سائز کاغذ پر چپکا دیں۔ اس کاغذ پر کچھ اور نہ لکھیں۔ اچھے عنوانات لکھنے والے تین نونہالوں کو انعام کے طور پر کتابیں دی جائیں گی۔ نونہال اپنا نام پتا کوپن کے علاوہ بھی علاحدہ کاغذ پر صاف صاف لکھ کر بھیجیں تا کہ ان کو انعامی کتابیں جلد روانہ کی جا سکیں۔

نوٹ: ادارۂ ہمدرد کے ملازمین اور کارکنان انعام کے حق دار نہیں ہوں گے۔

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

نونہال ادیب

لکھنے والے نونہال

سیدہ اریبہ بتول، کراچی — سیدہ مبین فاطمہ عابدی، جہلم
سائرہ نازش خان، سانگھڑ — عبدالرؤف سُمرا، خانیوال
عبدالودود، کراچی — عاصمہ فرحین، کراچی
کومل فاطمہ اللہ بخش، کراچی — بیگر بہار، مکران
ثنا ظہور، کراچی

نیک سیرت

سیدہ اریبہ بتول، کراچی

کہتے ہیں کہ ایران کا بادشاہ نوشیرواں عادل اکثر راتوں کو بھیس بدل کر رعایا کا حال معلوم کرتا تھا۔ ایک رات وہ کسی زمیندار کے گھر پہنچا، جو مہمان نوازی میں بہت مشہور تھا۔ بادشاہ نے سوداگروں کے لباس میں اس کے گھر جا کر دستک دی تو شریف زمیندار خوشی سے دروازہ کھول کر اسے اندر لے گیا اور پورے خلوص کے ساتھ مہمان کی خدمت کرنے لگا۔ کھانا کھلایا اور بستر بچھا کر بہت دیر تک باتیں کرتا رہا۔

صبح بادشاہ نے چلنے کی تیاری کی تو اس نے چائے کے ساتھ ناشتا رکھا اور مہمان سے پوچھا کسی اور چیز کی خواہش ہو تو فرما دیجیے تا کہ وہ بھی حاضر ہو جائے۔ بادشاہ دیکھ چکا تھا کہ اس شخص کے مکان کے ساتھ پکے ہوئے انگوروں کا ایک عمدہ باغ موجود ہے، مگر نہ رات کو اور نہ اب اس نے انگور کھلائے۔

اس نے کہا: ”مجھے انگور بہت پسند ہیں۔ ہو سکے تو وہ بھی کھلا دیجیے۔“

یہ سن کر زمیندار نے اپنے لڑکے سے کہا کہ تم فلاں زمیندار کے پاس جاؤ اور

http://www.bookstube.net/

www.pdfbooksfree.pk

میرا سلام پہنچا کر کہو کہ ایک دو سیر بہت عمدہ انگور ادھار کے طور پر دے دیجیے۔

بادشاہ نے پوچھا: ''آپ اپنے باغ سے انگور کیوں نہیں منگواتے؟''

زمیندار نے کہا: ''ابھی سرکاری آدمی انگور دیکھ کر سرکاری حصہ (مال گزاری) نہیں لے کر گیا اور جب تک وہ اپنا حق نہ لے لے، مجھے ایک دانہ بھی کھانا اور کھلانا حرام ہے۔''

بادشاہ تو اس کے برتاؤ ہی سے خوش تھا اب یہ ایمان داری اور دیانت داری جو دیکھی تو اور بھی خوش ہو گیا اور واپس محل پہنچ کر اس نے حکم جاری کر دیا کہ ہمیشہ کے لیے اس کے باغ کی مال گزاری معاف کر دی جائے۔

وقت کی پابندی

سائرہ نازش خان، سانگھڑ

کام یابی کا پہلا اصول وقت کی پابندی ہے۔ اگر ہم اپنے روزانہ کے کاموں میں وقت کی پابندی کو اہمیت دیں تو ضرور کام یاب ہو سکتے ہیں۔ تاریخ میں جتنے بھی بڑے لوگ گزرے ہیں، وہ وقت کے پابند تھے۔ قائد اعظم بھی وقت کی پابندی کرتے تھے۔ ساتھیو! ذرا سوچیے ہم اپنا قیمتی وقت کس طرح گنوا رہے ہیں۔

جن نونہالوں کے ہاتھوں میں کتابیں ہونی چاہییں وہ سارا دن ٹی وی کے آگے بیٹھ کر وقت ضائع کرتے ہیں۔ آج انٹرنیٹ کا زمانہ ہے۔ بچے سارا دن ''فیس بک'' اور ''گوگل'' میں گم ہو کر وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ امتحانوں کے دنوں میں بھی پڑھنے کا وقت نکالنا مشکل ہوتا ہے، کیوں کہ انٹرنیٹ سے فرصت ہی نہیں ملتی ہے۔

شہید حکیم محمد سعید کہتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ میری شیروانی کے بٹن کم ہوں، تاکہ اسے کھولنے اور لگانے میں وقت نہ لگے اور آج کل کے نوجوان دن بھر ٹی وی اور کمپیوٹر

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

کے آگے بیٹھے رہتے ہیں۔ بجلی چلی جائے تب بھی اُنھیں سکون نہیں ملتا، فوراً جیب سے موبائل نکالا اور گانے سننے لگے یا پھر ایس ایم ایس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

ہمارے ہاں اچھی کتابوں کی کمی نہیں ہے۔ اگر ہم اپنے روزمرہ کے کاموں میں تھوڑا وقت کتابوں کو دیں تو کتابیں ہمیں کام یاب انسان بنا سکتی ہیں۔

کتابیں ہی ہمارے اندر کچھ کرنے کا حوصلہ اور جوش و جذبہ پیدا کرتی ہیں۔ کتابیں ہماری استاد ہیں، دوست ہیں، رہنما ہیں۔ کتابیں تنہائی کی ساتھی ہیں۔ آج کل ہمارا وطن جن مشکل حالات سے گزر رہا ہے، اس میں کیا ہم سے اُمید رکھی جا سکتی ہے کہ ہم بڑے ہو کر اپنے وطن کو سنوار دیں گے۔

آیئے ہم عہد کریں کہ ہمیشہ وقت کی پابندی کریں گے۔ دل لگا کر علم حاصل کریں گے اور بڑے ہو کر پاکستان کی خدمت کریں گے، تا کہ بزرگوں کی اُمیدوں پر پورا اُتر سکیں۔

قدم بڑھاؤ

عبدالودود، کراچی

بابا جی آج صبح اخبار پڑھ کر بہت افسردہ تھے۔ علیم نے جب برآمدے میں قدم رکھا تو بابا جی کا چہرہ دیکھ کر اسے بھی فکر ہوئی۔ اُن کی اُداسی کی وجہ پوچھی تو بابا جی نے بتایا کہ اخبار میں سندھ کے علاقے تھر میں قحط کے بارے میں پڑھ کر بہت دکھ ہوا۔ متاثرین کی امداد کے سلسلے میں دشواری آ رہی ہے، اور بے شمار بچے ہلاک ہو چکے ہیں۔ ان کو راشن کی سخت ضرورت ہے اور دواؤں کی بھی کمی ہے۔

یہ سن کر علیم کو بھی بہت افسوس ہوا۔ کچھ سوچ کر علیم گھر سے نکلا تو گلی میں سارے بچے کرکٹ کھیلنے میں مشغول تھے۔ وہ سب

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

علیم کے پڑوسی ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے دوست بھی تھے۔ علیم کے دماغ میں جو منصوبہ تھا۔ اس کا اظہار اس نے اپنے سارے دوستوں سے کیا۔ چند خدشات اور ہلکی پھلکی بحث کے بعد سب اس کام کے لیے تیار ہو گئے۔

اتوار کا دن تھا۔ سارے ہی بچوں کے اسکول کی چھٹی تھی۔ موسم بھی بہت خوشگوار تھا۔ سب بچے بڑے پُرعزم تھے۔ ارسلان بھی علیم کا پڑوسی تھا۔ وہ اپنے گھر سے چھوٹی سی میز لے آیا۔ کسی بچے نے دری کا انتظام کیا تو کوئی رنگ برنگے چارٹ بنانے میں مصروف ہو گیا۔ علیم کاپی، پنسل لے آیا، تاکہ حساب کتاب کر سکے۔ آخر سارے انتظامات پورے ہو گئے۔ علیم کا گھر گلی کے کونے پر بڑی سڑک کے کنارے پر تھا۔ اس نے سب سے بڑے چارٹ کو اپنے گھر کی چھت پر لگا دیا۔ چارٹ پر لکھا تھا ''امداد برائے متاثرینِ تھر۔'' چار چار بچوں کی تین ٹولیاں بنائی گئیں اور سب کے ذمے چندہ اکھٹا کرنے کے لیے محلے کے چھ چھ گھر مقرر کیے گئے۔

محلے والوں نے بچوں کے اس جذبے کو خوب سراہا۔ گلی کے ہر فرد نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر مدد کی۔ کسی نے نقد رقم دی تو کوئی خشک راشن لے آیا۔ خالد صاحب جو سرکاری وکیل تھے، انھوں نے سارے سامان کو متاثرین تک پہنچانے کا ذمہ لیا۔ بچوں کی تینوں ٹولیاں سرخرو ہو کر واپس آئیں جس ٹولی کے بچوں نے زیادہ پیسے اِکھٹے کیے، وہ دوسری ٹولی پر فخر محسوس کر رہے تھے۔

سب بچوں کی سمجھ میں یہ بات پوری طرح آ گئی تھی کہ دوسروں کی مدد کر کے کتنی خوشی ملتی ہے۔ علیم اور اس کے سارے

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

دوست بہت خوش تھے۔ آخر میں محلے کی مسجد کے امام صاحب نے قحط سے متاثر ہونے والوں کی بحالی کے لیے دعا کرائی اور تمام بچوں کو بھی خوب دعائیں دیں۔

چاکلیٹ

کومل فاطمہ اللہ بخش، کراچی

دنیا بھر کے بچے اور بڑے ہلکا تلخ، لیکن مزے دار چاکلیٹ کا ذائقہ پسند کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب دودھ، آئس کریم، بسکٹ، چائے اور کھانسی کے شربت وغیرہ بھی اس ذائقے میں دستیاب ہیں۔

چاکلیٹ ایک درخت کے بیجوں سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ بیج ذائقے میں کڑوے ہوتے ہیں، لیکن کیمیائی عمل سے گزار کر انھیں خوش ذائقہ بنایا جاتا ہے۔

۱۱۰۰ قبل مسیح سے اس درخت کے بیجوں سے مشروب بنا کر پیا جاتا رہا ہے، کیوں کہ اس میں ایک ایسا مادہ پایا جاتا ہے، جو دماغ کو تر و تازہ رکھتا ہے۔ ان کیمیائی مادوں میں سے ایک ایسا بھی ہے جس کی بُو کُتے اور بلی کو پسند نہیں، اس لیے یہ دونوں چاکلیٹ کھانا پسند نہیں کرتے۔

چاکلیٹ کو خوش ذائقہ بنانے کے لیے اس میں دودھ، مکھن اور چینی کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ ۱۹ ویں صدی میں چاکلیٹ کو ٹھوس شکل میں تیار کیا گیا۔ یوں چاکلیٹ کی ٹکیاں، گولیاں، ٹافیاں بنانا بھی ممکن ہو گیا۔ چاکلیٹ پر نمی اور درجۂ حرارت کا اثر جلد ہوتا ہے، اس لیے چاکلیٹ کو ۱۵ سے ۱۷ سینٹی گریڈ پر رکھنا چاہیے۔

چالاک وزیر

سیدہ مبین فاطمہ عابدی، جہلم

کسی ملک پر ایک عقل مند اور ذہین بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اس کا وزیر بھی بہت چالاک، ہوشیار، ذہین اور بڑا عقل مند تھا۔ بادشاہ کی پہلی بیوی کا انتقال

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

ہو گیا تھا۔ اس کی دوسری بیوی کا ایک بھائی تھا جو کہ بہت لالچی تھا۔ ملکہ یہ چاہتی تھی کہ میرا بھائی وزیر بن جائے۔ آخر ایک دن اس نے بادشاہ سے کہا کہ میرے بھائی کو اپنا وزیر بنا لو اور پُرانے وزیر کو ہٹا دو۔

بادشاہ نے کہا کہ تمھارا بھائی اس قابل نہیں ہے، مگر جب ملکہ نے بہت اصرار کیا تو بادشاہ نے کہا: ''جاؤ، اپنے بھائی کو بلا کر لے آؤ۔ میں اس سے تین چیزیں لانے کے لیے کہوں گا۔ اگر تمھارا بھائی وہ تین چیزیں لے آیا تو میں اسے وزیر بنا لوں گا۔''

چناں چہ ملکہ فوراً ہی اپنے بھائی کو بُلا کر لے آئی۔ بادشاہ نے اس کو تین رپے دے کر کہا: ''ان میں سے ایک رپے کا ''ابھی'' ایک رپے کا ''بعد میں'' اور ایک رپے کا ''نہ ابھی نہ بعد میں'' لا کر دو۔''

ملکہ کا بھائی یہ چیزیں لینے کے لیے بازار چلا گیا۔ وہ جس دکان کی طرف بھی جاتا ہر دکان دار اس کا مذاق اُڑاتا۔ اس طرح وہ سارا دن گھوم پھر کر بادشاہ کے پاس ناکام لوٹ آیا۔

اب بادشاہ نے وہی تین رپے دے کر اپنے وزیر کو دے کر وہی تین چیزیں لانے کے لیے کہا۔ وزیر بھی تین رپے لے کر روانہ ہوا۔ سب سے پہلے اسے راستے میں ایک فقیر ملا۔ اس نے ایک رپیا اس فقیر کو دے دیا۔ پھر آگے چلا۔ آگے کچھ لوگ ناچ گا رہے تھے۔ وزیر نے ایک رپیا ان گانے والوں کو دے دیا۔ واپس آتے وقت وزیر ایک رپے کی مٹھائی خرید کر لے آیا اور بادشاہ کو دے دی۔

پھر وزیر نے بادشاہ کو ساری بات بتائی: ''جب میں بازار گیا تو سب سے پہلے میں نے ایک رپیا اللہ کے نام پر ایک فقیر کو دے دیا۔ ایک رپیا ناچنے گانے والوں کو

www.pdfbooksfree.pk

دیا اور واپس آتے وقت ایک رپے کی یہ مٹھائی لایا ہوں۔ پہلے آپ یہ مٹھائی کھایئے پھر آگے بات بتاتا ہوں۔''

بادشاہ نے وہ مٹھائی کھالی۔ وزیر نے کہا: ''یہ مٹھائی جو آپ نے ابھی کھائی ہے یہ تھی ''ابھی''، یعنی اس کا فائدہ آپ کو ابھی ہوا۔ جو روپیا میں نے اس فقیر کو دیا تھا وہ تھا ''بعد میں''، یعنی اس کا فائدہ آپ کو بعد میں یعنی آخرت میں ہوگا۔ ایک رپیا جو میں نے ناچ گانے والوں کو دیا تھا وہ تھا ''نہ ابھی نہ بعد میں''، یعنی اس کا فائدہ نہ تو ابھی ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔''

یہ سن کر بادشاہ بہت خوش ہوا اور ملکہ سے کہا: ''دیکھو اسے کہتے ہیں ذہانت اور عقل مندی۔ کیا تمھارے بھائی میں ایسی ذہانت اور عقل مندی ہے؟''

یہ سن کر ملکہ اور اس کے بھائی کا سر شرمندگی سے جھک گیا اور دونوں نے بادشاہ سے اپنے کیے کی معافی مانگی۔ بادشاہ چوں کہ رحم دل تھا، اس لیے بادشاہ نے دونوں کو معاف کر دیا۔

عزم

مرسلہ : عبدالرؤف سُمرا، خانیوال

کام نیکی کے، میں کروں گا اب
جُرم سے دور میں رہوں گا اب
مجھ کو ماں باپ نے سکھایا ہے
جو عمل اس پہ میں کروں گا اب
کام آؤں گا میں غریبوں کے
اُمرا سے دور میں رہوں گا اب
بس بہت کر لیا میں نے ضائع
وقت کی قدر میں کروں گا اب
وعدہ ہے آج سے یہ سُمرا کا
دل سے ہر نیکی کروں گا اب

چوزہ اور مکھی

عاصمہ فرحین، کراچی

بینا اور بلو نے چار پیارے پیارے

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

چوزے خریدے۔ ان میں سے ایک کا رنگ ہرا، دوسرے کا نارنجی، تیسرے کا پیلا اور چوتھے کا گلابی تھا۔ بلو نے ان چوزوں کو جالی والے پنجرے میں بند کر دیا۔ پنجرا صحن میں رکھ کر خود بینا اور چھوٹے بھائی بنٹی کے ساتھ کھیلنے لگا۔ ہرا، نارنجی اور گلابی چوزہ تو باجرا کھانے اور پانی پینے میں مصروف ہو گئے، جب کہ پیلا چوزہ پنجرے کے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا۔

صحن میں اُڑتی مکھیوں نے بھی چوزوں کو دیکھا، مگر وہ بھی اپنے کھیل میں مصروف ہو گئیں۔ کبھی پودوں کے پتوں پر بیٹھتیں یا پھر اُڑ کر کپڑے سکھانے والی رسیوں پر جھولا جھولتیں۔ ان میں سے ایک مکھی بہت شرارتی تھی۔ اسے وہ پیلا چوزہ بہت اچھا لگا۔ چوزہ اِدھر اُدھر دیکھتا، پھر چونچ پَروں میں دبا کر بیٹھ جاتا۔

مکھی نے اپنی ساتھیوں سے کہا: ”تم کھیلو، میں ابھی آئی۔“ یہ کہہ کر وہ پھر سے اُڑی اور پنجرے کے آس پاس اُڑنے لگی، مگر اس کے پنجرے کے قریب آنے پر کسی چوزے نے توجہ نہیں دی۔ وہ پیلے چوزے کے آس پاس ہوائی جہاز کی طرح قلابازیاں کھاتی ہوئی گزری، مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

مکھی سمجھی کہ چوزہ بہت معصوم ہے اور اسے شاید یہ جگہ پسند بھی نہیں آئی۔ اب اسے ایک نئی شرارت سوجھی۔ وہ پیلے چوزے کے قریب آ گئی۔ کبھی اس کی پیٹھ پر بیٹھتی، کبھی سر پر چکر لگاتی، کبھی پاؤں پر کاٹ لیتی۔

اب تو پیلا چوزہ اُٹھ بیٹھا۔ کبھی سر اِدھر پٹختا، کبھی اُدھر، مگر مکھی باز نہ آئی۔ یہاں تک کہ اس کی سہیلیوں نے اسے آواز دے کر بلا لیا۔ شام کو بینا اور بلو کو چوزوں کا خیال آیا تو بلو نے پنجرے کا دروازہ کھول دیا۔ تینوں

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

چوزے لپک کر باہر آئے، مگر پیلا چوزہ آہستہ آہستہ باہر نکلا۔

چوزے اپنے پر کھول کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ کبھی چیونٹیوں کی قطار پر لپکتے، کبھی اناج کا دانہ ڈھونڈتے یا پھر کیاری میں جا کر مٹی کھودنے لگتے اور نرم نرم پتوں کو اپنی چونچ سے کھانے لگ جاتے۔

پیلا چوزہ ان میں سب سے الگ تھلگ ہو کر کیاری میں بیٹھ گیا۔ پاس ہی چنبیلی کے پودے پر بی مکھی آرام کر رہی تھیں۔ آنکھ کھلی تو نیچے پیلے چوزے کو چپ چاپ بیٹھے ہوئے پایا۔ بی مکھی پیلے چوزے کے آس پاس منڈلانے لگی، مگر یہ کیا؟ پیلا چوزہ تو بے سدھ پڑا تھا۔ نہ گھبرایا نہ پریشان ہوا۔

بی مکھی جھنجلا کر بلا ارادہ ہی چوزے کے سامنے آ کر اسے غور سے دیکھنے لگی۔ چوزے کی دونوں آنکھیں بند تھیں۔ ''کہیں یہ مر تو نہیں گیا؟'' وہ دل مسوس کر اس کی ناک کے قریب پہنچی۔ اچانک چوزے نے آنکھیں کھول دیں۔ اس سے پہلے کہ بی مکھی کی سمجھ میں کچھ آتا، چوزے نے لپک کر بی مکھی کو اپنے معدے میں اُتار لیا۔

جیسے ہی معصوم سے پیلے چوزے نے مکھی کو کھا کر ڈکار لی، فوراً ہی اپنی جگہ سے اُٹھ کر بھاگا اور باقی تینوں چوزوں کے ساتھ مل کر کھیلنے لگا۔

اردو

نیگر بہار، مکران

اردو پاکستان کی قومی زبان ہے۔ اردو کے معنی لشکر کے ہیں۔ اردو ایک پیاری زبان ہے۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ اردو بولنا چاہیے، کیوں کہ یہ ہماری قومی زبان ہے۔

قومی شاعر علامہ اقبال کو شاعرِ مشرق

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

کہا جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے ''بچے کی دعا'' جیسی بہترین نظمیں اردو میں لکھی ہیں۔ ''بچے کی دعا'' روزانہ اکثر اسکولوں کی اسمبلیوں میں پڑھی جاتی ہے۔

اردو کے ایک بڑے شاعر مرزا غالب تھے۔ مرزا غالب کی شاعری کے مجموعے کا نام ''دیوانِ غالب'' ہے۔

اردو دائیں سے بائیں طرف کو لکھی جاتی ہے۔ کچھ لوگ بائیں ہاتھ سے بھی اردو لکھ لیتے ہیں۔

ہمارا پیارا رسالہ ''ہمدرد نونہال'' بھی اردو کا مقبول رسالہ ہے۔ ہمدرد نونہال کی صدرِ مجلس سعدیہ راشد محترمہ ہیں۔ ماہ نامہ ہمدرد نونہال میں پیارے پیارے مضامین اور کہانیاں شائع ہوتی ہیں۔ یہ رسالہ بہت سے بچوں کو اردو سیکھنے میں مدد دیتا ہے۔

اردو ایک نفیس زبان ہے۔ دوستوں کے لیے میرا مشورہ ہے کہ اردو زیادہ سے زیادہ پڑھا کریں، تاکہ زیادہ سے زیادہ اردو سیکھ سکیں۔

اردو زبان دوسرے ممالک میں بھی تیزی سے مقبول ہو رہی ہے۔ میرا نعرہ ہے، اردو بولو، پڑھو اور اردو لکھو۔ اردو ہم سب کی پیاری زبان ہے۔

چار صوبے

مرسلہ : ثنا ظہور، کراچی

پاکستان کے صوبے چار
آپس میں ہے سچا پیار
سرحد، سندھ، بلوچستان
اور پنجاب ہوئے اک جان
ایک ہی باغ کے چاروں پھول
ایک خدا اور ایک رسول
مل کر قدم اُٹھائیں گے
ملک کی شان بڑھائیں گے

☆☆☆

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

آؤ بانیِ پاکستان سے محبت کریں

ہمدرد نونہال اسمبلی راولپنڈی .... رپورٹ : حیات محمد بھٹی

ہمدرد نونہال اسمبلی راولپنڈی کے اجلاس میں مہمانِ خصوصی محترم پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد (سابق ڈائریکٹر کمیشن، پروفیسر قائد چیئر قائداعظم یونی ورسٹی اسلام آباد) تھے۔ اراکین شوریٰ ہمدرد محترم نعیم اکرم قریشی اور محترم کرنل عبدالحمید آفریدی نے بھی خصوصی شرکت کی۔ یومِ قائداعظم کے موقع پر اس اجلاس کا موضوع تھا:

''آؤ بانیِ پاکستان سے محبت کریں''

اسپیکر اسمبلی نونہال عائشہ اسلم تھیں۔ تلاوتِ قرآنِ مجید و ترجمہ نونہال عیشا سحر اور ساتھی طالبات نے پیش کیا۔ حمدِ باری تعالیٰ نونہال مریم نیاز نے پیش کی۔ نونہال عدیل خان اور نونہال مدیحہ محمود نے فرمانِ رسولؐ پیش کیا۔ نونہال طیبہ شہزادی نے نذرانۂ نعتؐ پیش کیا۔ نونہال مقررین میں محمد فرحان صدیق، فضہ خان، مروہ آفتاب اور زین ظفر شامل تھے۔

قومی صدر ہمدرد نونہال اسمبلی محترمہ سعدیہ راشد نے نونہالوں کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ ضروری ہے کہ ہم ایک زندہ اور احسان مند قوم کی حیثیت سے اپنے بے مثل رہنماؤں، خصوصاً قائداعظم محمد علی جناح کے احسانات کو یاد رکھیں، انھیں خراجِ عقیدت پیش کریں اور مستقبل کی منصوبہ بندی ان کے افکار کی روشنی میں کریں۔

پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد نے کہا کہ قائداعظم نے بے پناہ مشکلات کا سامنا کر کے یہ ملک بنایا، جن کا اندازہ کرنا ایک عام انسان کے لیے ناممکن ہے۔ قائداعظم نے غیروں کے ساتھ ساتھ اپنوں کی مخالفت کا بھی سامنا کیا۔ انھوں نے انتہائی مخالفت کے

http://www.bookstube.net/

www.pdfbooksfree.pk

ہمدرد نونہال اسمبلی راولپنڈی میں محترم پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد، محترم کرنل (ر) حمید آفریدی، حیات محمد بھٹی اور انعام یافتہ نونہال

باوجود سب مخالفین کو بھی کھلے دل سے خوش آمدید کہا۔ سچائی، ایمان داری ان کی نمایاں خوبیوں میں سے تھیں۔

محترم کرنل عبدالحمید آفریدی نے کہا کہ برصغیر کے سبھی مسلمانوں کو قائداعظم اور دوسرے مسلمان راہنماؤں سے بے پناہ عقیدت اور محبت تھی۔ قائداعظم سے پاکستان کے دستور کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ ہمارا دستور چودہ سو سال قبل آیا تھا۔

اس موقع پر نونہالوں نے ایک خوب صورت ملّی نغمہ، ایک سبق آموز خاکہ اور رنگا رنگ ٹیبلو پیش کیا۔ اجلاس کے اختتام پر مہمانِ خصوصی نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے نونہالوں میں انعامات تقسیم کیے۔ آخر میں دعاے سعید پیش کی گئی۔

☆☆☆

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

آیئے مصوری سیکھیں

غزالہ امام
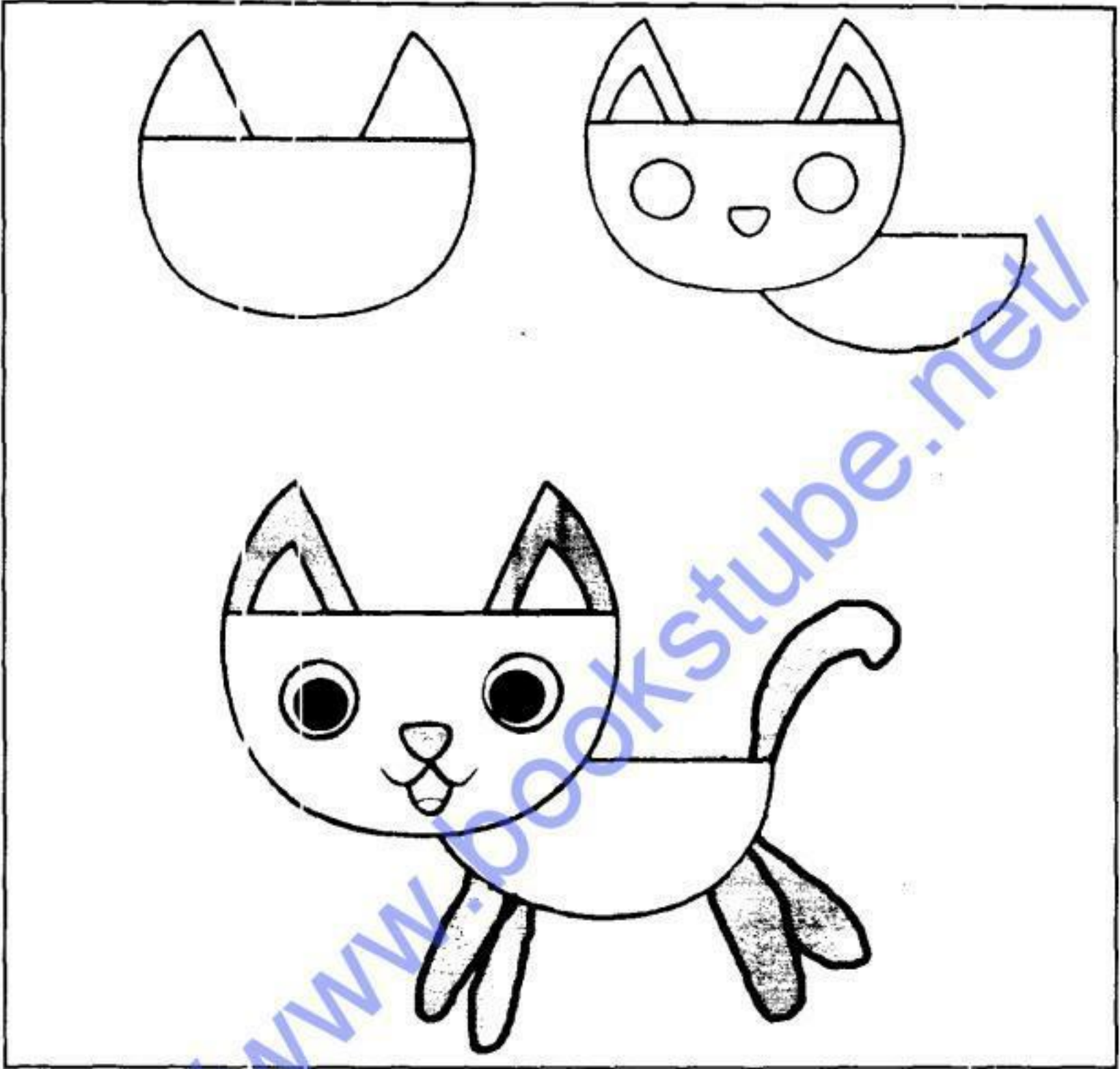
دائروں اور تکونوں کی مدد سے کارٹون بنانا سیکھیے۔ یہاں ایک بلی کی شکل بنا کر دکھائی گئی ہے۔ سب سے پہلے نصف دائرے کے اوپر دو چھوٹی تکونیں بنائی گئی ہیں۔ دوسرے خاکے میں ان تکونوں کے اندر مزید دو تکونیں بنائی گئی ہیں اور نصف دائرے میں مزید دو دائروں سے آنکھیں اور ایک تکون سے ناک واضح کی گئی ہے۔ نیچے کی تصویر میں ٹانگیں اور دُم بنا کر بلی کا کارٹون مکمل کر کے رنگ بھرا گیا ہے۔ اسی طرح سے دوسرے کارٹون بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ ☆

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

محمد اقبال شمس

"کیسے ہیں چچا عبدل؟" سائیکل پر آتے ہوئے چچا عبدل سے آصف نے پوچھا۔

"خبردار! جو مجھے چچا عبدل کہا۔ وہ سائیکل روکتے ہوئے بولے: "میں نوابوں کے خاندان سے ہوں۔ میرے والد کو بڑے اور مجھے چھوٹے نواب کہا جاتا تھا، لہٰذا مجھے چھوٹے نواب کہہ کر مخاطب کیا کرو۔" چچا عبدل، آصف پر برس پڑے۔

ان کے جانے کے بعد آصف نے اپنے دوست پیر محمد سے کہا: "پیرو! تمھیں کیا لگتا ہے، چچا عبدل واقعی نواب تھے؟"

وہ بولا: "بھئی وہ کہہ رہے ہیں تو ہوں گے۔"

"نہیں۔" آصف بولا: "مجھے یقین نہیں۔ یہ خوامخواہ کی شیخی بگھارتے ہیں اور

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

دیکھنا ایک دن میں ان کے جھوٹ کا پول کھول کر ہی رہوں گا۔"

ویسے تو چچا عبدل کو محلے کے تمام ہی لوگ چھوٹے نواب کہہ کر مخاطب کرتے، مگر آصف نہ جانے کیوں انھیں ہمیشہ چچا عبدل ہی کہہ کر مخاطب کرتا۔ چچا عبدل کا کہنا تھا کہ ان کے باپ دادا کسی زمانے میں ہندستان میں نواب تھے، مگر وقت کی ستم ظریفی سے وہ اب صرف نام کے نواب رہ گئے تھے۔ ایک چھوٹے سے گھر میں وہ اپنی بیوی خیرالنساء کے ساتھ رہ رہے تھے۔ ان کے پاس ایک سائیکل تھی، جس پر بیٹھ کر وہ اپنے کام پر جایا کرتے تھے۔ انھوں نے لوگوں کو بتا رکھا تھا کہ کسی زمانے میں ان کے پاس کار ہوا کرتی تھی۔

شام کو تمام محلے والے ایک جگہ جمع ہوتے۔ محفل جمتی تو وہ اپنے نوابی دور کے قصے سنایا کرتے تھے۔ ایک دن محفل جمی ہوئی تھی۔ کسی نے چچا عبدل کو کریدتے ہوئے پوچھا: "آپ کے یہ حالات کیسے ہوئے؟ ذرا اس پر سے تو پردہ اُٹھائیے۔"

وہ ایک سرد آہ بھرتے ہوئے بولے: "ہندستان میں میرے دادا کی ایک بہت بڑی فیکٹری تھی۔ اس وقت میں بارہ سال کا تھا۔ ایک دن اس فیکٹری میں آگ لگ گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ساری فیکٹری خاکستر ہوگئی۔ دادا اس صدمے سے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ تمام ذمے داری والد صاحب کے کاندھے پر آئی، مگر وہ اسے سنبھال نہ سکے۔ دھیرے دھیرے قرضے کے بوجھ تلے دبتے چلے گئے۔ حویلی فروخت ہوئی اور پھر رفتہ رفتہ سب ختم ہوگیا۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد ہجرت کر کے میں پاکستان آگیا۔"

"بڑی دکھ بھری داستان ہے آپ کی۔" ان ہی صاحب نے کہا۔

www.pdfbooksfree.pk
http://www.bookstube.net/
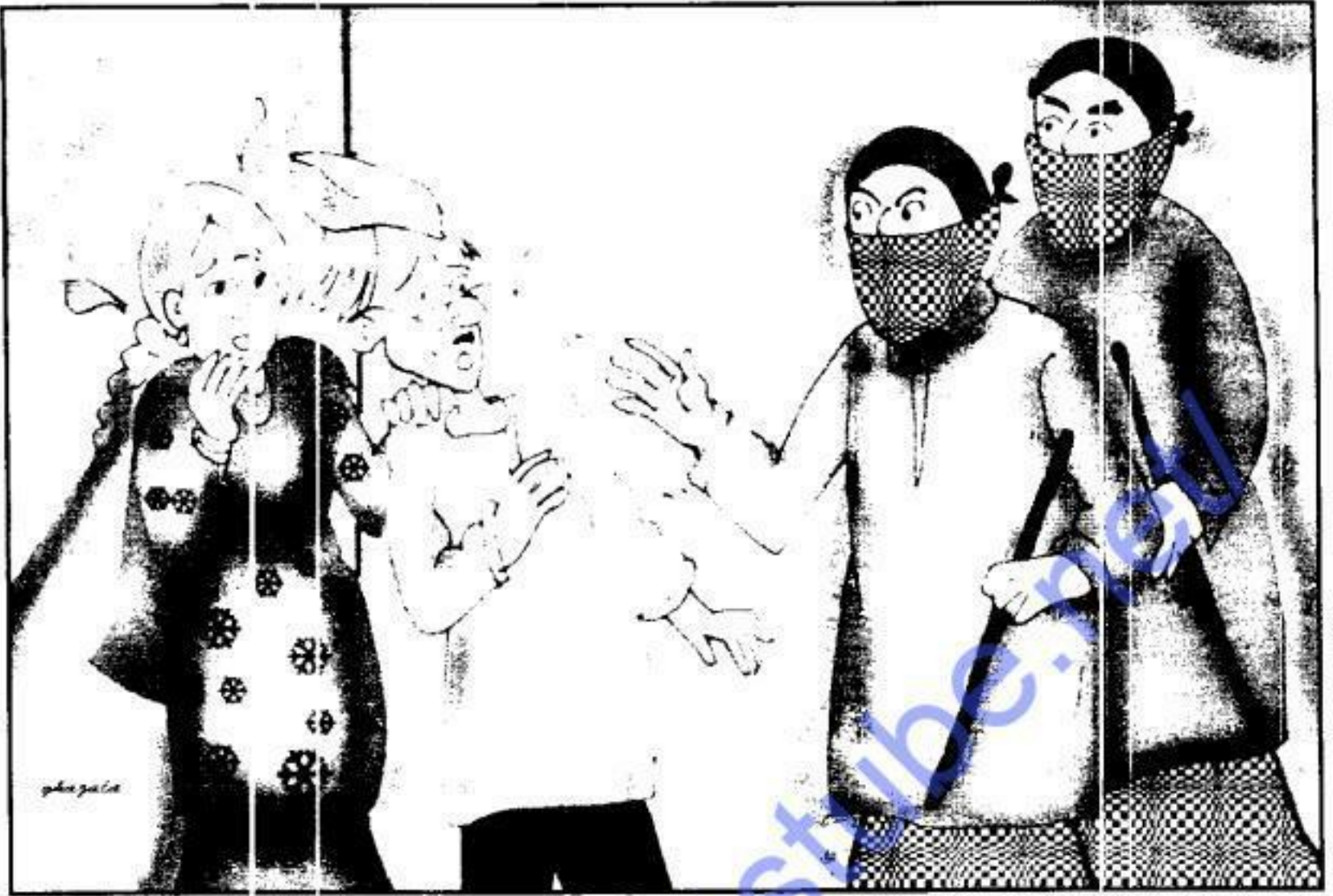
''بس جو خدا کی مرضی۔'' چچا عبدل ایک بار پھر سرد آہ بھرتے ہوئے بولے۔

ایک رات کا ذکر ہے کہ چچا عبدل گہری نیند سو رہے تھے کہ اچانک دو ڈاکو دیوار پھلانگ کر ان کے گھر میں کود ے۔ ان دونوں نے اپنے منھ کپڑے سے ڈھانپ رکھے تھے۔ گھر کا جائزہ لیتے ہوئے وہ چچا عبدل کے کمرے تک پہنچے اور کمرے کی تلاشی لینے لگے۔ اسی دوران چچا عبدل اور ان کی بیگم کی آنکھ کھل گئی۔ اپنے کمرے میں دو اجنبیوں کو دیکھا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ ایک ڈاکو بولا: ''خبردار! کسی نے کوئی شور شرابہ کرنے کی کوشش کی تو اسے اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔''

''ک...... ک...... کون ہو تم؟'' چچا عبدل ہکلاتے ہوئے بولے۔

''واہ! بہت خوب، ہم کیا شکل سے احمق نظر آتے ہیں جو بتا دیں کہ ہم کون ہیں۔''

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

ایک ڈاکو بولا۔

''ان کا مطلب ہے، آپ یہاں کیسے آئے؟'' امی دفعتاً بول اٹھیں۔

''ہم دیوار پھلانگ کر آئے ہیں۔'' دوسرا ڈاکو بولا۔

''میرا مطلب ہے، آپ کو کیا چاہیے؟'' وہ بولیں۔

''ہمیں دولت چاہیے... سمجھ گئی ہیں آپ، ہم ڈاکو ہیں اور آپ کا گھر لوٹنے آئے ہیں۔''

چچا عبدل بولے: ''آپ کو یہاں سے کیا ملے گا، یہاں تو خود چوہوں کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔''

ڈاکو بولا: ''ہمیں خبر ملی ہے کہ تم نوابوں کے خاندان سے ہو۔ کچھ نہ کچھ تو مال ہوگا۔''

''چلو وقت ضائع نہ کرو، گھر کی تلاشی لو۔'' وہ اپنے ساتھی سے بولا۔ تلاشی کے دوران ایک ڈاکو کو تصویروں کا البم نظر آیا۔ وہ اپنے ساتھی سے بولا: ''تم جب تک تلاشی لو میں تصویریں دیکھ کر ان لوگوں پر نظر بھی رکھتا ہوں۔''

''یہ کس کی تصویر ہے؟'' ایک تصویر دیکھتے ہوئے ڈاکو چچا عبدل سے مخاطب ہوا۔

''یہ میری تصویر ہے، جب میں آٹھ سال کا تھا۔'' وہ بولے۔

''اور یہ تصویر کس کی ہے؟'' ڈاکو نے پوچھا۔

چچا عبدل بولے: ''یہ میرے دادا اور یہ میرے والد صاحب ہیں۔''

ایک تصویر دکھاتے ہوئے چچا عبدل بولے: ''اور یہ میرے والد صاحب کی تصویر

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

ہے، کام کے دوران کی۔ تصویر کے پیچھے نام تاریخ درج ہے۔''

اس نے تصویر پلٹ کر دیکھی، اس پر لکھا ہوا تھا: ''ابا جی کام کے دوران۔'' اسی دوران اس کا ساتھی بولا: ''یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ خوامخواہ وقت ضائع کیا۔''

''اچھا تو پھر یہاں سے نکلتے ہیں۔'' ڈاکو البم ایک طرف پھینکتے ہوئے بولا اور پھر وہ جیسے آئے تھے ویسے ہی چلے گئے۔

''کم بخت ماروں نے سارا سامان اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا۔'' ان کی بیگم سامان سمیٹتے ہوئے بولیں۔ چچا عبدل بھی ان کی مدد کرنے لگے۔ تصویروں والا البم اُٹھاتے ہوئے اچانک وہ چونک اُٹھے۔ اس البم سے تین تصویریں غائب تھیں۔

ایک دن شام کو محلے میں پھر محفل جمی۔ حسب عادت چچا عبدل اپنی نوابی کے زمانے کی باتیں لے بیٹھے کہ اچانک آصف جو قریب ہی بیٹھا ہوا تھا، بولا: ''چچا عبدل! آپ جو نہیں ہیں، وہ خود کو کیوں ظاہر کرتے ہیں۔''

''کیا مطلب؟'' وہ حیران ہوتے ہوئے بولے۔

آصف نے کہا: ''حقیقت یہ ہے کہ آپ سرے سے نواب، تھے ہی نہیں۔ آپ چھوٹے نہیں، بلکہ جھوٹے نواب ہیں۔''

''یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو، کیا ثبوت ہے تمھارے پاس؟'' وہاں بیٹھے ہوئے زبیر صاحب بولے۔

''میرے پاس ایک نہیں تین ثبوت ہیں یہ تصویریں دیکھیے۔'' وہ اپنی جیب سے تصویریں نکالتے ہوئے بولا۔

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

وہ ایک تصویر ان کے سامنے رکھتے ہوئے بولا: ''یہ تصویر چچا عبدل کے لڑکپن کی ہے۔ جس میں وہ اپنے والد اور دادا کے ساتھ ہیں۔ تصویر کے پیچھے صاف لکھا ہوا ہے، عمر آٹھ سال، ابا اور دادا کے ساتھ ایک یادگار تصویر۔ تصویر میں ان کا گھر واضح طور پر نظر آ رہا ہے۔ جو کسی نواب کا تو نہیں ہوسکتا ہے۔''

زبیر صاحب دوبارہ بولے: ''لیکن یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ تصویر چچا عبدل کے گھر والوں کی ہے۔''

''وہ اس لیے کہ یہ خود چچا عبدل نے مجھے بتایا ہے۔''

محفل میں ایک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ سب ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ چچا عبدل جو کافی دیر سے خاموش تھے بولے: ''میں نے تمھیں کب بتایا ہے؟ اور یہ تصویریں تمھارے پاس کیسے آئیں؟'' ان کے لہجے میں کچھ گھبراہٹ بھی تھی۔

آصف نے کہا: ''میں بتاتا ہوں پرسوں رات آپ کے گھر ڈاکوؤں کے روپ میں کوئی اور نہیں، ہم تھے۔''

''کیا......!'' چچا عبدل چیختے ہوئے بولے۔

''جی، اور ہمارا مقصد صرف ثبوت حاصل کرنا تھا۔ جو ہم نے تصویروں کی صورت میں حاصل بھی کرلیا اور یہ دوسری تصویر دیکھیں۔ اس میں چچا عبدل اپنے والد صاحب کے ساتھ ہیں، جو ان کے کام کے دوران کھینچی گئی ہے۔ کیا کوئی نواب دوسرے کی نوکری کرتا ہے؟ اس میں چچا عبدل کی عمر آٹھ سال کی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جب ان کی عمر بارہ سال تھی، اس وقت ان کے خاندان پر زوال آیا تھا۔''

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

محفل میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے پوچھا: ''مگر تمھیں کیسے شک ہوا کہ یہ اصلی نواب زادے نہیں۔''

وہ بولا: ''عموماً نواب زادے ''میں'' کی جگہ ''ہم'' کا صیغہ استعمال کرتے ہیں جب کہ یہ ''میں'' ہی استعمال کرتے ہیں۔''

چچا عبدل گُم سُم زمین کو تکے جا رہے تھے۔ زبیر صاحب نے ان سے پوچھا: ''آخر تمھیں یہ سب کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟''

چچا عبدل بولے: ''دراصل ہمارے قریب ہی ایک نواب خاندان رہتا تھا۔ میں شروع سے ہی ان سے متاثر تھا۔ پاکستان ہجرت کر کے یہاں آئے تو مجھے کوئی نہیں جانتا تھا۔ اپنے دل کی تسکین کے لیے خود کو خاندانی نواب ظاہر کرنے لگا۔'' شرم سے ان کی آنکھیں زمین پر گڑی ہوئی تھیں۔

زبیر صاحب بولے: ''دیکھو، اللہ پاک نے انسان کو جس حال و مقام پر رکھا ہے۔ اسے اسی پر راضی رہنا چاہیے۔ خوامخواہ کی شیخی بگھارنا ایک طرح سے جھوٹ کی ہی قسم ہے جو گناہ ہے۔''

چچا عبدل کی آواز جیسے گُم ہو کر رہ گئی ہو۔ وہ خاموش ہو گئے تھے۔

اس واقعے کو گزرے کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ اب کوئی چچا عبدل کو بھولے سے بھی چھوٹے نواب کہہ کر مخاطب کرتا ہے تو وہ اسے ٹوکتے ہوئے کہتے ہیں: ''چھوٹے نواب نہیں، چھوٹے نواب کہو، پھر خوب ہنستے ہیں۔

☆☆☆

http://www.booksube.net/
www.pdfbooksfree.pk

علم دریچے

زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کی عادت ڈالیے اور اچھی اچھی مختصر تحریریں جو آپ پڑھیں، وہ صاف نقل کر کے یا اس تحریر کی فوٹو کاپی ہمیں بھیج دیں، مگر اپنے نام کے علاوہ اصل تحریر لکھنے والے کا نام بھی ضرور لکھیں۔

افسوس نہ کیجیے

تحریر : مولانا وحید الدین

مرسلہ : زینب ناصر، فیصل آباد

امریکا کے ایک نفسیاتی ڈاکٹر نے کہا ہے کہ آدمی سب سے زیادہ جس چیز میں اپنا وقت برباد کرتا ہے، وہ افسوس ہے۔ اس کے مطابق بیشتر لوگ ماضی کی تلخ یادوں میں گھرے رہتے ہیں۔ وہ یہ سوچ سوچ کر کڑھتے رہتے ہیں کہ اگر میں نے ایسا کیا ہوتا تو میرا جو کام بگڑ گیا، وہ نہ بگڑتا وغیرہ۔

اس قسم کے احساسات میں جینا اپنے وقت اور قوتوں کو ضائع کرنا ہے۔ گزرا ہوا موقع دوبارہ واپس نہیں آتا، پھر اس کا افسوس کیوں کیا جائے۔ مذکورہ ڈاکٹر کے الفاظ میں بہترین بات یہ ہے کہ ہر ایسے موقع پر آپ یہ کہیں کہ اگلی بار میں یہ کام دوسرے ڈھنگ سے کروں گا۔ جب آپ ایسا کریں گے تو آپ گزرے ہوئے معاملے کو بھول جائیں گے۔ آپ کی توجہ جو اس سے پہلے ماضی کی بے فائدہ یاد میں لگی ہوئی تھی، مستقبل کے متعلق غور و فکر اور منصوبہ بندی سے لگ جائے گی۔

نظیر اکبر آبادی

مرسلہ : محمد وقار الحسن، حویلی لکھا

نظیر اکبر آبادی نامور عوامی شاعر تھے۔ آپ کا اصل نام ولی محمد تھا اور نظیر تخلص تھا۔ آپ دہلی میں پیدا ہوئے، لیکن بچپن میں آگرہ آ گئے۔ آپ نئی طرز کی شاعری کے موجد تھے۔ آپ کے کلام میں عوامی موضوعات اور گرد و پیش کی چیزوں کا تذکرہ کثرت سے ہے۔ آپ نے اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی غرض ہر طرح کی شاعری کی۔ آپ کے کلام میں عوامی موضوعات، معاشرے کی عکاسی اور منظر نگاری پائی جاتی ہے۔

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

غصہ

شاعر : ریاض حسین قمر

مرسلہ : فاطمہ خالد، جگہ نامعلوم

کسی انسان کو جب آتا ہے غصہ
بڑا نقصان پہنچاتا ہے غصہ
جلا کر راکھ کردیتا ہے سب کچھ
تبھی تو آگ کہلاتا ہے غصہ
یہ انسان سے کرائے خوں ریزی
کچھ ایسے ہی ستم ڈھاتا ہے غصہ
نہیں پھر کام کرتا ذہن اپنا
جب اپنے پاؤں پھیلاتا ہے غصہ
یہ غصہ دشمنِ ہوش و خرد ہے
ہمیں آپس میں لڑواتا ہے غصہ
جو ہم کو آگیا غصے کو پینا
تو سمجھو ہوگیا آسان جینا

شاباش

مرسلہ : فرازم انیس، نارتھ کراچی

ایک کسان نے اپنے بھانجے کو مرغیوں سے بھرا ہوا ٹوکرا بھیجا۔ ٹوکرے کو مکان میں لے جاتے ہوئے لڑکے کا پاؤں پھسلا تو ٹوکرا گر گیا اور تمام مرغیاں ادھر اُدھر بھاگ گئیں۔

اگلے روز اس نے، اپنے ماموں کو خط لکھا: ”میں نے بڑی مشکل سے پڑوسیوں کے گھر کے اندر تک مرغیوں کا پیچھا کیا، لیکن افسوس کہ صرف گیارہ مرغیاں میرے ہاتھ آسکیں۔“

ایک ہفتے کے بعد ماموں کا جواب آگیا: ”شاباش بھانجے! تم نے تو کمال کردیا۔ میں نے تو تمھیں صرف چھے مرغیاں بھیجی تھیں۔“

آزادی کی قیمت

مرسلہ : حرا سعید شاہ، جوہر آباد

ایک دفعہ ایک آدمی بازار کی سب سے بڑی پرندوں کی دکان میں گیا اور تمام پرندے خرید لیے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے تمام پرندوں کو آزاد کردیا۔ دکان دار بہت حیران ہوا اور آدمی سے پوچھا: ”تم نے اتنی رقم خرچ کر کے پرندے خریدے تھے اور اب آزاد بھی کردیا، آخر کیوں؟“

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

آدمی نے جواب دیا: "میں فوج میں تھا۔ ایک بار ہماری فوج کو جنگ میں شکست ہوئی تو مجھے بھی قید ہوگئی۔ میں نے خود کو آزاد کرنے کی بہت کوشش کی، تا کہ میں اپنے پیاروں سے مل سکوں، مگر مجھے پورے تین سال بعد ہی آزادی مل سکی۔ میں پرندوں کی اس غمزدہ حالت کو اچھی طرح محسوس کر سکتا ہوں۔"

پَروں سے چھوٹا آسمان

مرسلہ : کومل فاطمہ اللہ بخش، کراچی

لمبی اُڑان کے بعد چڑیا اپنے گھونسلے میں پہنچی تو اس کے بچوں نے پوچھا: "ماں! آسمان کتنا بڑا ہے؟"

چڑیا نے اپنے بچوں کو سمیٹ لیا اور بولی: "سو جاؤ بچو! تمھارے لیے تو آسمان میرے پَروں سے بھی چھوٹا ہے۔"

معلوماتِ پاکستان

مرسلہ : ایمان شاہد، جہلم

☆ آبادی کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ پنجاب ہے۔

☆ رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ بلوچستان ہے۔

☆ پاکستان کا سب سے بڑا فوجی اعزاز نشانِ حیدر ہے۔

☆ پاکستان کا سب سے بڑا ڈیم، تربیلا ڈیم ہے۔

☆ پاکستان کا سب سے بڑا دریا، دریائے سندھ ہے۔

☆ پاکستان کی سب سے بڑی مسجد، فیصل مسجد (اسلام آباد) ہے۔

☆ پاکستان کا سب سے بڑا ریلوے اسٹیشن لاہور میں ہے۔

☆ پاکستان کی سب سے بڑی نمک کی کان کھیوڑہ میں ہے۔

آسمان

تحریر : ابنِ انشا

مرسلہ : سیدہ اریبہ بتول، کراچی

ذرا نظر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھو، کتنا اونچا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی اس سے گرے تو بہت چوٹ آتی ہے۔

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

بعض لوگ آسمان سے گرتے ہیں تو کھجور میں اٹک جاتے ہیں، نہ نیچے اُتر سکتے ہیں نہ دوبارہ آسمان پر چڑھ سکتے ہیں۔ وہیں میٹھے میٹھے کھجوریں کھاتے رہتے ہیں، لیکن کھجوریں بھی تو کہیں کہیں ہوتی ہیں۔ ہر جگہ نہیں ہوتیں۔

کہتے ہیں کہ پہلے زمانے میں آسمان اتنا اونچا نہیں ہوتا تھا۔ غالب نام کا شاعر جو سو سال پہلے پیدا ہوا تھا، ایک جگہ کسی سے کہتا ہے: ''کیا آسمان کے برابر نہیں ہوں میں؟''

حکمت کی باتیں

مرسلہ : سمعیہ وسیم، سکھر

☆ دل کا سکون چاہتے ہو تو حسد سے بچو۔

☆ احسان کی خوبی یہ ہے کہ اسے جتایا نہ جائے۔

☆ اپنی عقل کو کافی سمجھنے والا ٹھوکر کھا کر گرتا ہے۔

☆ والد کا حکم ماننا، خوشحالی کو دعوت دیتا ہے۔

☆ جو دوست تمھاری نگاہ کی التجا کو نہ سمجھ سکے، اس کے سامنے زبان کو شرمندہ نہ کرو۔

☆ ذلت اُٹھانے سے بہتر ہے کہ تکلیف اُٹھالی جائے۔

☆ جذباتی لوگ دوسروں کے لیے کم جب کہ اپنے لیے زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔

☆ سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہے۔

☆ اللہ کی مخلوق کی تکلیف دور کرنا بھی سخاوت ہے۔

ہم کیوں بھاگیں

تحریر : ابنِ انشا

مرسلہ : محمد حبیب الرحمٰن، کراچی

ایک خرکار جنگل میں گدھوں پر مال لادے چلا جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں کا کھٹکا ہوا۔ اس نے گدھوں کو پکارا: ''خطرہ! خطرہ! بھاگو، بھاگو، ڈاکو آ رہے ہیں۔''

گدھوں نے کہا: ''ہم کیوں بھاگیں؟ ہم کو تو مال ڈھونا ہے، تیرا ہو یا کسی اور کا۔''

اگر مال میں سے کچھ حصہ گدھوں کا بھی ہوتا تو وہ ہرگز ایسی بات نہ کہتے۔ ☆

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

ننھی منی چڑیا

روبنسن سیموئیل گل

کسی باغ کے ایک گھنے سے درخت پر پیاری سی چڑیا اپنے چھوٹے سے گھونسلے میں اکیلی رہا کرتی تھی۔ اس نے جب سے آنکھ کھولی، اپنے آپ کو وہیں پایا۔ اس کے ماں باپ مر چکے تھے۔ دن میں وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ خوب سیر کیا کرتی اور کھانے کے لیے دانہ دُنکا تلاش کرتی، مگر شام ہوتے ہی بہت اُداس اور پریشان ہو جایا کرتی تھی، کیوں کہ سب چڑیاں اپنے اپنے گھونسلوں میں چلی جاتیں، وہ اکیلی رہ جاتی اور اسی وجہ سے خوف زدہ بھی ہو جایا کرتی تھی۔

وہ اندھیرے سے بھی ڈرتی تھی، لیکن جب باغ میں لگے ہوئے بلب، شام ڈھلتے ہی روشن ہو جاتے تو وہ انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوتی۔ اس کی شدید خواہش تھی کہ اس کے گھونسلے میں بھی ایسے ہی بلب ہوں، مگر ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟ اسے یوں لگتا تھا کہ اس کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہو سکے گی۔ بس وہ اپنے تاریک گھونسلے میں بیٹھ کر دور سے نظر آتے روشن بلب دیکھتی تھی، مگر اس کا اپنا گھونسلا درخت کی گھنی شاخوں میں ایسی جگہ پر تھا، جہاں تک ان برقی قمقموں کی روشنی نہیں پہنچتی تھی۔ جیسے جیسے شام رات میں تبدیل ہوتی اور اندھیرا بڑھتا جاتا، ویسے ویسے ننھی منی چڑیا کی اُداسی اور پریشانی بڑھتی جاتی تھی۔

ایک رات تو حد ہو گئی۔ بہت زور کی ہوا چلنے لگی، پھر رات بھر شدید طوفان جاری رہا، حتیٰ کہ بجلی کے تمام بلب بھی بجھ گئے، اب تو ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی۔ تیز آندھی میں درخت کی شاخیں اِدھر اُدھر جھولتیں تو ننھی منی چڑیا کا گھونسلا بھی زور زور سے ہلنے لگتا۔ وہ بہت ہی خوف زدہ تھی۔ اس کا ننھا سا دل تیز تیز دھڑکتا۔ بس اسی خوف کے عالم میں

http://www.booksube.net
www.pdfbooksfree.pk

رات گزرتی چلی گئی۔ آخر سورج کی روشنی ہر طرف پھیلنے لگی۔ چڑیا کی جان میں جان آئی۔

ابھی وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ نکلنے کے لیے پر تول ہی رہی تھی کہ بہت سارے اُڑنے والے کیڑے بڑی پریشانی کی حالت میں اس کے درخت کے قریب آکر ٹھہر گئے، ان کی حالت سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کسی بڑی مصیبت میں ہیں۔ چڑیا سے رہا نہیں گیا، اس نے ان کیڑوں سے پوچھا کہ آپ لوگوں کے ساتھ کیا مشکل پیش آئی۔

اُن میں سے ایک کیڑا بولا: ''ہم یہاں سے تھوڑی دور باغ کے دوسرے کونے میں ایک اونچے سے درخت پر رہتے تھے۔ رات اتنا سخت طوفان آیا کہ وہ درخت ٹوٹ گیا اور ہمارا گھر بھی تباہ ہو گیا۔ ہم بڑی مصیبت میں ہیں۔ افسوس کہ ہم نے جس درخت پر پہنچ کر بھی مدد مانگی، ہمیں دھتکار دیا گیا، فاختہ، کوا، ہُد ہُد، سب کے سب بڑے بے مروت نکلے۔ اب تو ہمارا بھوک اور پیاس سے بھی بُرا حال ہے۔

ننھی منی چڑیا کو ان پر بڑا ترس آیا۔ اس نے تسلی دیتے ہوئے کہا: ''آپ لوگ فکر نہ کریں، میں آپ کے لیے کھانے پینے کا ابھی بندوبست کرتی ہوں۔''

دیکھتے ہی دیکھتے ننھی منی چڑیا نے تھوڑی سی بھاگ دوڑ کے بعد ان کے لیے سارا انتظام کر ڈالا۔ چڑیا ابھی کم عمر اور ننھی منی تھی۔ اس نے ان کیڑوں کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ انھیں اپنے ہی درخت پر رہنے کی دعوت دے دوں۔ یہ سوچ کر بولی: ''آپ نے میرا گھونسلا تو دیکھ ہی لیا ہے، میرے پاس کافی جگہ ہے۔ اگر آپ سب میرے ساتھ رہنا چاہیں تو میرے لیے بڑی خوشی کی بات ہوگی۔''

اُن کیڑوں کو چڑیا کی یہ بات بہت پسند آئی۔ ویسے بھی وہ اس کی مہمان نوازی اور خلوص سے پہلے ہی بہت متاثر ہو چکے تھے۔ انھوں نے ننھی منی چڑیا کی پیش کش قبول کر لی۔

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

انھوں نے اردگرد درخت کی شاخ پر چڑیا کے گھونسلے کے بالکل قریب اپنے رہنے کا بندوبست کرلیا۔ چڑیا بہت خوش تھی کہ اسے نئے پڑوسی مل گئے۔

شام ہوئی تو ننھی منی چڑیا کے دل میں وہی خواہش پھر سے اُبھرنے لگی کہ کاش میرے گھونسلے میں بھی بلب ہو۔ شام رفتہ رفتہ رات میں تبدیل ہو رہی تھی اور پھر وہی ہوا جو ہمیشہ ہوتا تھا کہ ننھی منی چڑیا کا گھونسلا اور وہ درخت گہری تاریکی میں ڈوبنے لگے۔

مگر یہ کیا، چڑیا کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جیسے کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔ اس کے گھونسلے کے چاروں طرف روشنیاں ہی روشنیاں تھیں۔ آخر بلب اس کے گھونسلے تک کیسے آ گئے، وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ کیڑوں میں سے ایک نے پوچھا: ''کیوں چڑیا بہن! تم ٹھیک تو ہو کچھ پریشان دکھائی دے رہی ہو۔''

وہ حیرانی کے عالم میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کیڑے اور باقی تمام کیڑوں کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بوکھلاہٹ کے ساتھ بولی: ''یہ...... یہ...... روشنیاں کیسی ہیں؟''

اس کیڑے نے ہنستے ہوئے جواب دیا: ''اوہ، لگتا ہے آپ نے پہلے کبھی ہماری قوم کے کسی کیڑے کو نہیں دیکھا۔''

''نہیں، میں نے کبھی نہیں دیکھا، یہ سب کیا ہے؟''

''دراصل ہم جگنو ہیں اور اندھیرا ہوتے ہی ہم چمکنے لگتے ہیں۔ چمکتے تو دوپہر میں بھی ہیں، مگر تیز روشنی کی وجہ سے ہماری مدھم سی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔''

ننھی منی چڑیا کی تو خوشی کا ٹھکانا نہ رہا۔ آج اس کی ایک دیرینہ اور دلی آرزو پوری ہوگئی تھی۔ اب کئی بلب اس کے گھونسلے میں جگمگا رہے تھے۔

☆☆☆

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

آدھی ملاقات

یہ خطوط ہمدرد نونہال شمارہ دسمبر ۲۰۱۴ء کے بارے میں ہیں

❁ جاگو جگاؤ میں جس معاشرتی پہلو ''پیار و محبت'' کو اُجاگر کیا ہے، وہ پائدار امن کی نشانی ہے۔ پہلی بات ہمیشہ کی طرح ہمیں پُر امید کر رہی تھی۔ ''خلفائے راشدینؓ'' اس اُمت کے لیے سرمایہ خاص ہیں۔ ''شیخ سعدیؒ'' کے اشعار حکمتوں سے بھرپور تھے۔ ضیاء الحسن ضیا صاحب کی نظم ''صفائی'' بے حد زبردست تھی۔ شازیہ نور صاحبہ کی کہانی ''چھوٹا کمرا'' لاجواب کہانی تھی۔ ''ڈبیا کا جن'' اچھی لگی۔ خدمت اور مدد جس کی بھی کرو، اس کا صلہ ملتا ہے۔ ''جہاں قائداعظم پیدا ہوئے'' پڑھ کر بہت مزا آیا۔ ''پرانا حربہ'' پڑھی، بہترین تھی۔ جانور بھی انسانوں کی طرح چالاک ہوگئے۔ بلاعنوان کہانی شمارے کی نمبر ون اور سبق آموز کہانی تھی۔ ''پہلوانیاں'' سمجھ میں آئی بھی اور نہیں بھی۔ راتوں رات میں جو امیر بننے کی خواہش تھی، وہ ایسے ہی ذرائع سے ممکن ہے۔ شکر ہے شایان غدار وطن نہیں بنا۔ ''نقلی سانپ'' بھی اچھی تھی۔ نونہال مصور میں ماریہ اکمل کی سب سے بہترین، یعنی نمبر ون تصویر تھی۔ **ادیبہ نور، نواب شاہی۔**

❁ کہانیوں میں چھوٹا کمرا، راتوں رات، پہلوانیاں تجسس سے بھرپور اور مزے دار تھیں۔ بلاعنوان کہانی سب سے زیادہ نمبر لے گئی۔ نظموں میں نبیوں کے سردارؐ، بابائے قوم کے نام اور علم کا دیا جلائیں گے بہت ہی شان دار تھیں۔ نونہال ادیب میں ثانیہ فرخ جنجوعہ کی نعت ''رسولِ مقبولؐ'' دل کی گہرائیوں میں اُتر گئی۔ بیت بازی کے تمام اشعار زبردست تھے۔ **راجا ثاقب محمود جنجوعہ، راجا فرخ حیات، راجا نزہت حیات، پنڈ دادن خان۔**

❁ دسمبر کے شمارے کا سرورق بہت ہی جاذبِ نظر تھا۔ کہانیوں میں ڈبیا کا جن، پرانا حربہ اور نقلی سانپ بہت ہی دل چسپ اور سبق آموز تھیں۔ نظموں میں ''صفائی'' اور ''بکری'' بہت ہی پسند آئیں۔ مسعود احمد برکاتی کی تحریر ''چچا سعدی کے عمدہ اشعار'' دل کو چھو لینے والی تھی۔ نسرین شاہین کی کاوش ''جہاں قائداعظم پیدا ہوئے'' معلومات کا خزانہ تھی۔ تمام مستقل سلسلے بہت ہی شان دار تھے۔ **عائشہ ثاقب، نجمہ ثاقب، صدف ثاقب، ثانیہ فرخ، زینت یاسمین، پنڈ دادن خان۔**

❁ شمارہ اس دفعہ سپر ہٹ تھا۔ کہانیوں میں پہلوانیاں، چھوٹا کمرا اور پرانا حربہ اچھی لگیں۔ بلاعنوان کہانی لاجواب تھی۔ انکل! ہمدرد نونہال کا پہلا شمارہ کتنے روپے کا تھا؟ **شاہ زیب مسرت، بہاول پور۔**

صرف چار آنے کا۔

❁ اس مہینے کا خیال بہت خوب صورت تھا۔ نونہال ۶۲ سال کا ہوگیا ماشاء اللہ۔ آج بھی تروتازہ اور جوان ہے جو آپ سب کی محنتوں کا ثمر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ آمین۔ روشن خیالات، سادگی اور چچا سعدی کے چند عمدہ اشعار، خوب صورت مضمون ہیں۔ چھوٹا کمرا بہت پُر اثر کہانی تھی۔ دیگر کہانیوں میں ڈبیا کا جن، پرانا حربہ، پہلوانیاں، راتوں رات خوب صورت کہانیاں ہیں۔ جہاں قائداعظم پیدا ہوئے معلوماتی مضمون تھا۔ علم دریچے اس دفعہ لاجواب تھا۔ نونہال خبرنامہ بھی زبردست تھا۔ **آمنہ، سعیہ، عائشہ، کراچی۔**

❁ سب کہانیاں بہت دل چسپ تھیں۔ نوشاد عادل کی کہانیاں دل کو باغ باغ کر دیتی ہیں۔ دعا ہے کہ ہمدرد نونہال رسالہ ہمیشہ قائم رہے۔ **عبدالاحد صفوان، کراچی۔**

❁ دسمبر کا شمارہ بہت عمدہ ہے۔ تمام تحریریں بے حد پسند

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

آ گئیں۔ خاص طور پر جاگو جگاؤ، پہلی بات کے سلسلے بہت پسند آئے۔ اس کے علاوہ کہانیاں، چچا سعدی کے چند عمدہ اشعار، چھوٹا کمرا، ڈبیا کا جن، نونہال خبر نامہ، راتوں رات، مسکراتی لکیریں، ہنڈ کلیا، نقلی سانپ پسند آئیں اور تمام نظمیں بہت عمدہ ہیں۔ **فریحہ فاطمہ الطاف، میرپور خاص۔**

● دسمبر کے شمارے کی کہانیاں بہت پسند آئیں۔ ہم ان کی جتنی تعریف کریں، کم ہے۔ خاص طور پر چھوٹا کمرا اور بلاعنوان انعامی کہانی تو بہت اچھی تھی۔ **عبدالرحمن، کراچی۔**

● چھوٹا کمرا اور ڈبیا کا جن بہت پسند آئیں۔ واحد بھائی کی کہانی ''پہلوانیاں'' کا تو کیا کہنا واقعی پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ لطائف خاص نہیں تھے۔ نونہال ادیب پڑھ کر اچھا لگا۔ انکل! کیا میں نونہال اسمبلی میں شرکت کر سکتی ہوں؟ سرورق کی تصویر بھیجنے کا بھی طریقہ بتا دیں۔ **رفیدہ عمر، حیدر آباد۔**

نونہال اسمبلی میں شرکت کے لیے فون نمبر ۳۶۶۱۶۳۸۲-۰۲۱ پر رابطہ کر کے طریقہ معلوم کر لیں۔ تصویر ڈاک سے بھیجی جا سکتی ہے۔

● دسمبر کا شمارہ بہت اچھا لگا۔ انکل! نونہال پڑھنے سے پہلے میری اردو بہت کم زور تھی، لیکن نونہال پڑھنے کے بعد میری اردو بہت اچھی ہو گئی ہے۔ نونہال میرا ہی کیا سبھی کا محسن ہے۔ **وانیہ فرید، کراچی۔**

● دسمبر کا شمارہ ہر مہینے کی طرح بہت اچھا تھا۔ ساری کہانیاں بہت اچھی تھیں۔ سب سے زیادہ مجھے ڈبیا کا جن اور چھوٹا کمرا پسند آئیں۔ لطیفے اور نظمیں بھی بہت اچھی تھیں۔ **فاطمہ کمال، کراچی۔**

● تازہ شمارہ ہمیشہ کی طرح معیاری اور معلومات سے بھرا ہوا تھا۔ پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ ہنسی گھر پڑھ کر بہت ہنسی آئی۔ مسعود احمد برکاتی صاحب کو سلام ہے کہ عمر کی زیادتی کے باوجود اتنا معیاری رسالہ جاری رکھا ہوا ہے۔ **محمد ازعان خان، کراچی۔**

● دسمبر کا شمارہ سپرہٹ تھا۔ بہت پسند آیا۔ تمام کہانیاں لاجواب تھیں۔ لطیفوں کو پڑھ کر تو مزہ ہی آ گیا۔ چھوٹا کمرا کہانی بہت لاجواب تھی۔ نظم ''بکری'' بھی بہت اچھی تھی۔ **افراح سجاد، راولپنڈی۔**

● کہانیاں بہت ہی زبردست تھیں۔ واحد بھائی کی کہانی پہلوانیاں (نوشاد عادل) پڑھ کر دل خوشی سے چہک اٹھا۔ معلومات افزا اور علم دریچے سے ہمیشہ کی طرح علم میں اضافہ ہوا۔ **نیہا صفوان، کراچی۔**

● چچا سعدی کے چند عمدہ اشعار (مسعود احمد برکاتی) کی بڑی خوب صورت تشریح کی گئی ہے۔ پہلوانیاں (نوشاد عادل) دل چسپ تحریر تھی۔ تحریر محمد حسین انو کی معلومات میں اضافہ کر گئی۔ ہنڈ کلیا، ہنسی گھر، نونہال خبر نامہ پسند آئے۔ **عائشہ محمد خالد قریشی، سکھر۔**

● جاگو جگاؤ، روشن خیالات، پہلی بات میں بہت کام کی باتیں تھیں۔ چچا سعدی کے چند اشعار اور فٹ بال کا کھیل بہت اچھے مضامین تھے۔ کہانیاں چھوٹا کمرا، ڈبیا کا جن، پراتا ح... اور راتوں رات سپرہٹ رہیں۔ پہلوانیاں تو مجھے بہت پسند آئی۔ **طوبیٰ امین کھتری، کراچی۔**

● دسمبر کا شمارہ سپرہٹ رہا۔ کہانیوں نے دل کو باغ باغ کر دیا۔ بلاعنوان انعامی کہانی اول رہی۔ پہلوانیاں (نوشاد عادل)، ڈبیا کا جن (محمد غفار میمن) بھی خوب رہیں۔ نقلی سانپ بھی بہتر تھی۔ نظموں میں نبیوں کے سردار (تنویر پھول)، صفائی (ضیاء الحسن ضیا)، بابائے قوم کے نام (قتیل عباس جعفری)، علم کا دیا جلائیں گے (محمد شفیق اعوان) اور بکری (ادیب سمیع چمن) بہتر نظمیں تھیں۔ کہانی راتوں رات بھی اچھی کہانی تھی۔ **محمد الیاس چنا، لسبیلہ۔**

● دسمبر کے شمارے میں چھوٹا کمرا، راتوں رات اور پہلوانیاں بہترین کہانیاں تھیں۔ نظموں میں صفائی اور بکری بہت عمدہ تھیں۔ نقلی سانپ، مزاحیہ تحریر تھی۔ فٹ بال کا کھیل

http://www.booksube.net/
www.pdfbooksfree.pk

معلوماتی تحریر تھی۔ **حرا سعید شاہ، جوہر آباد۔**

❁ دسمبر کا شمارہ ہمیشہ کی طرح سپر ہٹ تھا۔ ساری کہانیاں لاجواب تھیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہمدرد نونہال پڑھ کر میری اردو بہت اچھی ہو گئی ہے۔ **عمیرہ صابر، کراچی۔**

❁ سال کا آخری شمارہ بہت اچھا لگا۔ تمام کہانیاں بہت اچھی تھیں، لیکن سب سے اچھی چھوٹا کمرا تھی۔ **افرح صدیقی، کورنگی، کراچی۔**

❁ دسمبر کا شمارہ ''واہ وا'' تھا، پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ پہیلیاں نے تو اس شمارے میں چار چاند لگا دیے۔ مہربانی فرما کر کرکٹ کے بارے میں بھی کچھ شائع کر دیں۔
عمار احمد صدیقی، کورنگی، کراچی۔

❁ میں بچپن سے نونہال پڑھتا ہوں اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھنے کی تلقین کرتا ہوں اور ان کو تحفے کے طور بھی دیتا ہوں۔ دسمبر کا شمارہ بہت بہت اور بہت زیادہ اچھا لگا۔
سعد ایاز، کورنگی کراچی۔

❁ دسمبر کا شمارہ بہت ہی خوب صورت اور دل چسپ تھا۔
مریم صدیقی، کورنگی، کراچی۔

❁ میں پہلی دفعہ ہمدرد نونہال میں شرکت کر رہی ہوں۔ ہمدرد نونہال بہترین رسالہ ہے۔ **رمشا سعید، لیاقت آباد، کراچی۔**

❁ دسمبر کا شمارہ خوب صورت تھا۔ خاص طور پر نوشاد عادل کی تحریر بہت پسند آئی۔ اس بار واحد بھائی کا فیصلہ کار آمد ثابت ہوا۔ بلاعنوان کہانی بھی پڑھ کر مزہ آیا۔ اس کے علاوہ نقلی سانپ، پرانا حربہ، چھوٹا کمرا اور ڈبیا کا جن بھی اچھی تحریریں تھیں۔ ہمدرد نونہال وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خوب ترقی کر رہا ہے، لیکن اس میں سلسلے وار کہانی کی کمی ہے۔ **سہیل احمد بابوزئی، کراچی۔**

❁ رسالے میں تمام کہانیاں اور مضامین اچھے تھے۔
محمد جہاں زیب، مسرت، بہاول پور۔

❁ پہلے نمبر پر تو چچا سعدی کے چند عمدہ اشعار (مسعود احمد برکاتی) اچھی لگی۔ دوسرے نمبر پر راتوں رات (ردا انور شہزاد) تھی اور تیسرے نمبر پر ڈبیا کا جن (سمعیہ غفار میمن) اچھی لگی۔ واحد بھائی کی کہانی نے بھی رسالے کو چار چاند لگا دیے۔ بلاعنوان کہانی بھی اچھی تھی۔ **محمد شکیب مسرت، بہاول پور۔**

❁ دسمبر کا شمارہ بہت ہی اچھا تھا۔ بلاعنوان کہانی بھی بہت ہی اچھی تھی۔ اس کے علاوہ چھوٹا کمرا، راتوں رات اور پرانا حربہ بہت اچھی کہانیاں تھیں۔ انکل! کیا ہم قسط وار خوف ناک کہانیاں بھیج سکتے ہیں؟ **محمد فرحان، کراچی۔**

فی الحال تو چھوٹی موٹی کہانیاں بھیجیں۔ ضروری نہیں کہ خوف ناک ہوں۔ دل چسپ ضروری ہے۔

❁ دسمبر کا شمارہ قابلِ تعریف تھا۔ سرورق نہایت عمدہ تھا۔ کہانیوں میں شازیہ نور کی کہانی چھوٹا کمرا، سمعیہ غفار میمن کی کہانی ڈبیا کا جن، مسعود احمد برکاتی کی تحریر چچا سعدی کے چند عمدہ اشعار اور فضیلہ ذکاء بھٹی کی بلاعنوان کہانی شان دار تھی۔ **سیدہ اریبہ بتول، کراچی۔**

❁ دسمبر کا شمارہ لاجواب تھا۔ ساری کہانیاں بہت اچھی تھیں۔ **عاتکہ رحیم، جوہر آباد۔**

❁ جاگو جگاؤ میں مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ یہ بات بہت پسند آئی۔ کاش تمام اہلِ اسلام اس بات کی عملی تفسیر نظر آئیں تو کتنا اچھا ہو۔ راتوں رات کہانی بہت اچھی تھی۔ باقی کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں۔ معلومات افزا کا سلسلہ سب سے اچھا ہے۔ **عبدالجبار رومی انصاری، لاہور۔**

❁ دسمبر کا شمارہ بہت دل چسپ اور بہت عمدہ تھا۔ راتوں رات، پہلی بات، مسکراتی لکیریں، ہنسی گھر، نقلی سانپ، سادگی، بلاعنوان کہانی یہ بہت عمدہ اور مزے کی تحریریں تھیں۔ **انوشہ بانو سلیم الدین، حیدر آباد۔**

❁ دسمبر کا شمارہ سپر ہٹ تھا۔ سرورق پر بچی کی مسکراتی تصویر اچھی تھی۔ جاگو جگاؤ میں پڑوسیوں کے متعلق اچھی معلومات تھیں۔ آئندہ ہم اس بات کا خیال رکھیں گے کہ ہمارے

http://www.bookstube.net

www.pdfbooksfree.pk

پڑوسی کو ہم سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ہمدرد نونہال کے ۶۲ سال مکمل ہونے پر پوری ٹیم کو مبارک باد۔ اللہ کرے یہ یونہی پھلتا پھولتا رہے اور صدیاں مکمل کرلے۔ چچا سعدی کے اشعار (مسعود احمد برکاتی) بہت عمدہ اور سبق آموز تھے جو واقعی ہر موقع پر کام آئیں گے۔ کہانیوں میں چھوٹا کمرا (شازیہ نور)، پرانا حربہ (جاوید اقبال)، پہلوانیاں (نوشاد عادل)، راتوں رات (ردا انور شہزاد) سرِ فہرست رہیں۔ **تحریم فاطمہ، حسان حلیم، عبدالحنان، انعام الرحیم، ملتان۔**

❁ اس مہینے کا شمارہ زبردست تھا۔ آیئے مصوری سیکھیں بہت مختصر تحریر ہوتی ہے۔ کوشش کیجیے کہ بڑی ہو جائے تاکہ زیادہ مصوری سیکھی جا سکے۔ انکل! میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ کس نمبر پر فون کروں؟ **عبداللہ ایوب، جہلم۔**

رسالے پر جو فون نمبر لکھا ہے، اسی پر بات ہو سکتی ہے۔

❁ رسالہ ماشاء اللہ خوب جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقی دے۔ نونہال لغت سے بھی بہت کچھ سیکھنے کو مل رہا ہے، اگر اسے کتابی شکل میں کریں تو یہ بہت اچھی بات ہوگی۔ **اویس شیخ، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔**

❁ دسمبر کے شمارے کی کہانیوں میں ڈبیا کا جن (سمعیہ غفار میمن)، چھوٹا کمرا (شازیہ نور)، پہلوانیاں (نوشاد عادل) نے ہنسا ہنسا کر حالت خراب کردی۔ پرانا حربہ (جاوید اقبال) اچھی تھی۔ جاگو جگاؤ، پہلی بات، آیئے مصوری سیکھیں، راتوں رات (ردا انور شہزاد) اچھی لگیں۔ نظموں میں بکری (ادیب سمیع چمن)، بابائے قوم کے نام (عقیل عباس جعفری) اور صفائی (ضیاء الحسن ضیا) اچھی تھیں باقی سلسلے بھی اچھے تھے۔ نقلی سانپ بھی اچھی لگی۔ **ناعمہ ذوالفقار، کراچی۔**

❁ دسمبر کا شمارہ اپنی مثال آپ تھا۔ ہر کہانی ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔ پہلے نمبر پر بلاعنوان کہانی اچھی لگی۔ پہلوانیاں نے تو ہنسا ہنسا کر لوٹ پوٹ کردیا۔ **عافیہ ذوالفقار، کراچی۔**

❁ دسمبر کا شمارہ اچھا تھا۔ تمام کہانیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔ فضیلہ ذکا بخش کی "بلاعنوان کہانی" اچھی تھی۔ نوشاد عادل کی کہانی "پہلوانیاں" نے ہنسا ہنسا کر بری حالت کردی۔ سمعیہ غفار میمن کی کہانی "ڈبیا کا جن" بھی اچھی تھی۔ مسعود احمد برکاتی کی تحریر "چچا سعدی کے چند عمدہ اشعار" اچھی تھی۔ شازیہ نور کی کہانی "چھوٹا کمرا" بھی اچھی لگی۔ نونہال ادیب، علم دریچے، ہنسی گھر، روشن خیالات اور بیت بازی بھی اچھی تھیں۔ جاوید اقبال کی کہانی "پرانا حربہ" اور نقلی سانپ (شیریں زادہ خدوخیل) بھی اچھی لگیں۔ **عالیہ ذوالفقار، کراچی۔**

❁ دسمبر کا شمارہ ہر ماہ کی طرح اچھا لگا۔ چچا سعدی کے چند عمدہ اشعار (مسعود احمد برکاتی) اچھی تحریر تھی، مگر اس میں شعر بہت مشکل تھے۔ چھوٹا کمرا (شازیہ نور) ایک بڑی پیاری کہانی تھی۔ ڈبیا کا جن (سمعیہ غفار میمن) اچھی تو تھی، مگر پرانے آئیڈیے کے مطابق تھی۔ پرانا حربہ (جاوید اقبال) مزے والی کہانی تھی۔ سادگی (مولانا سعید احمد اکبر آبادی) ایک اچھی اور سبق دینے والی تحریر تھی۔ نسرین شاہین کی تحریر "جہاں قائداعظم پیدا ہوئے" اچھی لگی۔ معلومات افزا کے سوالات بظاہر تو مشکل لگ رہے تھے، مگر بہت آسان تھے۔ **کومل فاطمہ اللہ بخش، کراچی۔**

❁ دسمبر کا شمارہ بے حد پسند آیا۔ نت نئی کہانیاں پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ خاص طور پر ڈبیا کا جن، پرانا حربہ، چھوٹا کمرا، عمدہ کہانیاں تھیں۔ نونہال ادیب نے تو محفل لوٹ لی۔ **طوبیٰ فاروق حسین شیخ، شکار پور۔**

❁ دسمبر کا شمارہ لاجواب تھا۔ ہر شمارہ پہلے سے بڑھ چڑھ کر آتا ہے۔ کہانیوں میں ڈبیا کا جن اور بلاعنوان بہت عمدہ تھی۔ نونہال ادیب میں گھڑیاں (سیدہ اریبہ بتول) اور کسان کی دانائی بہت پسند آئی۔ نظموں میں "بابائے قوم کے نام" اور "علم کا دیا جلائیں گے" پسند آئی۔ بیت بازی اور ہنسی گھر پڑھ کر بہت لطف آیا۔ **محمد جہانگیر عباسی، جوئیہ، کراچی۔** ☆

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

بلاعنوان کہانی کے انعامات

ہمدرد نونہال دسمبر ۲۰۱۴ء میں **محترمہ فضیلہ ذکاء بھٹی** کی بلاعنوان انعامی کہانی شائع ہوئی تھی۔ اس کہانی کے بہت اچھے اچھے عنوانات موصول ہوئے۔ کمیٹی نے بہت غور کرنے کے بعد تین بہترین عنوانات کا انتخاب کیا ہے، جو مختلف جگہوں سے ہمیں تین نونہالوں نے ارسال کیے ہیں۔ تفصیل درجِ ذیل ہے:

۱۔ اپنے ہی گڑھے میں : سیدہ مریم محبوب، کراچی

۲۔ اپنی سازش کا شکار : ماہین صباحت، لاہور

۳۔ عقل کی جیت : محمد الیاس چنا، بیلا

چند اور اچھے عنوانات

جنت کا سفر۔ جنت سے آیا خط۔ ذہین معمار۔ جو بویا، وہ کاٹا۔ جنت کی سیر۔ سیر کو سوا سیر۔ جیسے کو تیسا۔ جیسی کرنی ویسی بھری۔ عقل کا فرق۔ خود اپنے دام میں

ان نونہالوں نے بھی ہمیں اچھے عنوانات بھیجے:

☆ **کراچی:** سیدہ اریبہ بتول، لیاہ اعجاز، حافظ محمد عمر، اقبال احمد، کومل فاطمہ اللہ بخش، سید عمران حیدر، حلیمہ سعویہ، مصامص شمشاد غوری، صدف آسیہ، کرن فاطمہ، سائرہ سکندر، سید اعظم مسعود، عریشہ فاطمہ شاہد، محمد جہانگیر عباس جوئیہ، لبنیٰ جبیں، ناعمہ تحریم،

http://www.booksbe.net
www.pdfbooksfree.pk

امشا صابر، صہیب معاویہ، ناعمہ ذوالفقار، سیدہ ردا حسن، ہانیہ شفیق، آمنہ عمران، کنزالایمان، طوبیٰ امین کھتری، عائشہ الیاس، علی حسن محمد نواز خان، رضوان ملک، کامران معراج گل آفریدی، محمد فہد الرحمٰن، فضل ودود خان، احمد رضا، محمد فضل قیوم، احتشام، محمد عثمان خان، معین الدین غوری، احسن محمد اشرف، جلال الدین اسد، احمد حسین، بہادر، صفی اللہ بن امیر اللہ، طاہر مقصود، ثنا علی، افرح صدیقی، عبیرہ صابر، عبدالودود، احسن شہاب صدیقی، محمد ریحان، حانیہ اشرف، عبدالرحمٰن، ابوذر صفوان، سیدہ سالکہ محبوب، سیدہ مریم محبوب، سید شہظل علی اظہر، سید باذل علی اظہر، سید عفان علی جاوید، سیدہ جویریہ جاوید، عبدالرحمٰن فضل، سمیعہ توقیر، اسماء زیب عباسی، فوزیہ ساجد، محمد احمد عمر، رضی اللہ خان، سہیل احمد بابوزئی، عمار اللہ خان، بریہہ رضی، جویریہ عبدالمجید، مریم سہیل، شازیہ انصاری، صبا تارافع، ماہم عبدالصمد، صالحہ کریم، اسماء ارشد، آمنہ قیصر زمان، رمیشہ زینب عمران حسین، سوہا نعیم، عبدالوہاب زاہد محمود، مریم علی، محمد شافع ☆ **حیدرآباد:** صبیحہ محمد عامر قائم خانی، ایمن ریاض، مریم عارف خان، عمیر بن حزب اللہ بلوچ، آفاق اللہ خان، حیان کاشف، سید شہزاد محمد حنظلہ احمد علی، میمونہ بنتِ حزب اللہ، زرشست نعیم راؤ، عائشہ ایمن عبداللہ، سکینہ محمد اصغر، انوشہ بانو سلیم الدین ☆ **لاہور:** عافیہ خالد، ماہین صباحت، عطیہ جلیل، محمد آصف جمال چودھری، امتیاز علی ناز، سعدیہ جاوید، عبدالجبار رومی انصاری، آمنہ جمیل

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

☆**میر پور خاص:** بلال احمد، فریحہ فاطمہ الطاف، سیف الرحمن، سعد اعجاز زاہد ☆**راولپنڈی:** قراۃ العین محمود، محمد مجتبیٰ اسلم، تحریم احمد، رومیسہ زینب چوہان ☆**راولپنڈی کینٹ:** محمد احتشام قاضی ☆**اسلام آباد:** فارعہ سہیل، ماہین صغریٰ، حسین ملک ☆**سکھر:** فلزا مہر، ثمرہ مہر، عائشہ محمد خالد قریشی ☆**نوشہرو فیروز:** ریان آصف خانزادہ راجپوت، محمد احمد ☆**سانگھڑ:** علیزہ ناز منصوری، اقصیٰ جاوید انصاری ☆**پشاور:** بہرام خان، حانیہ شہزاد ☆**خانیوال:** رفعت طارق، مہر النساء ضیا، عائشہ حسن، ماریہ بتول ☆**بہاول پور:** محمد شکیب مسرت، حفصہ نواز، وجیہہ شمشیر، ثوبان عبداللہ، شیزہ اسلم، مبشرہ حسین ☆**ٹوبہ ٹیک سنگھ:** اویس شیخ، مریم ضحیٰ ☆**واہ کینٹ:** تفرید افتخار ☆**بھکر:** مہد حسن ☆**بیلا:** محمد الیاس چنا ☆**کھوئیکی:** سرفراز احمد ☆**پنڈ دادن خان:** راجا ثاقب محمود جنجوعہ ☆**نواب شاہ:** مریم عبدالسلام شیخ ☆**سکرنڈ:** کنول سعید خانزادہ راجپوت ☆**مظفر گڑھ:** مریم فاروقی ☆**خوشاب:** محمد قمر الزماں ☆**لاوہ:** محمد ثاقب، منال اکرم ☆**چکوال:** محمد حنظلہ علی ☆**شیخو پورہ:** احسان الحق ☆**جہانگیرہ:** عزیر رحمان ☆**ملتان:** حسان علیم، گل زہرا ☆**فیصل آباد:** محمد عبداللہ ضیا ☆**شکار پور:** طوبیٰ فاروق حسین شیخ ☆**بہاول نگر:** طوبیٰ جاوید انصاری ☆**کشمور:** امجد فاروق کھوسو ☆**کمالیہ:** حافظ محمد عادل نوید ☆**مریدکے:** بشریٰ رانا

☆☆☆

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

چاول کے کباب

مرسلہ : عائشہ محمد خالد قریشی، سکھر

چاول : ۲۸۰ گرام　آلو : ایک پاؤ　انڈے : دو عدد

بھنے ہوئے چنے : ۱۵۰ گرام　ڈبل روٹی کا چورا : حسب ضرورت

پیاز (درمیانی) : ایک عدد　زیرہ : آدھا چائے کا چمچہ

دہی : تین چائے کے چمچے　گرم مسالا : آدھا چائے کا چمچہ

نمک : حسب پسند　ہرا دھنیا، ہری مرچ، ادرک : حسب ضرورت

ترکیب : چاول اور آلو کو اُبال کر نچوڑ لیں اور اچھی طرح مسل لیں۔ سارا مسالا دہی میں ڈال دیں۔ انڈوں کی صرف زردی چاول آلو کے آمیزے میں ملا دیں۔ سفیدی الگ رکھ دیں۔ ہرا دھنیا، ہری مرچ، ادرک، پیاز باریک کاٹ کر مکسچر میں ملا دیں اور ٹکیاں بنا لیں۔ سفیدی پھینٹ لیں اور کباب کو پہلے سفیدی پھر ڈبل روٹی کے چورے میں ملا کر تلیں۔ مزے دار چاول آلو کے کباب تیار ہیں۔

قیمے کا سالن

مرسلہ : عائشہ محمد طاہر قریشی، نواب شاہ

قیمہ : آدھا کلو　ٹماٹر : تین عدد　لال مرچ : حسب ضرورت

نمک : حسب ذائقہ　سفید زیرہ : ایک چائے کا چمچہ　کالی مرچ : دس دانے

ادرک : ایک چھوٹا ٹکڑا　لہسن : چھے، سات جوئے　پسا دھنیا : آدھا چائے کا چمچہ

ترکیب : تیل میں پیاز سنہری کر لیں۔ پسا دھنیا، پسا ہوا لہسن، ادرک، زیرہ، کالی مرچ اس میں ڈال کر بھونیں۔ پانچ منٹ بعد قیمہ ڈال کر بھون لیں۔ جب قیمہ گل جائے تو کٹے ہوئے ٹماٹر ڈال کر چھوڑ دیں، جب بھن جانے کے قریب ہو تو ہرا دھنیا، ہری مرچ اور باریک کٹی ہوئی ادرک ڈال کر اُتار لیں۔ مزے دار قیمہ تیار ہے۔ ☆

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

جوابات معلومات افزا - ۲۲۸

سوالات دسمبر ۲۰۱۴ء میں شائع ہوئے تھے

دسمبر ۲۰۱۴ء میں معلومات افزا - ۲۲۸ کے جو سوالات دیے گئے تھے، ان کے جوابات ذیل میں لکھے جا رہے ہیں۔ ۱۶ صحیح جوابات بھیجنے والے نونہالوں کی تعداد ۱۲ ہی تھی، اس لیے ۱۵ کے بجائے ان سب نونہالوں کو انعامی کتاب بھیجی جا رہی ہے۔ باقی نونہالوں کے نام شائع کیے جا رہے ہیں۔

۱۔ یکم محرم پہلی ہجری کو سن عیسوی کی تاریخ ۱۶ جولائی ۶۲۲ تھی۔

۲۔ خالد بن زید مشہور صحابی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا اصل نام تھا۔

۳۔ ''پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ'' یہ نعرہ مشہور شاعر اصغر سودائی نے ۱۹۴۵ء میں لگایا تھا۔

۴۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو پیش ہونے والی ''قرار دادِ لاہور'' کا اردو ترجمہ مولانا ظفر علی خاں نے کیا تھا۔

۵۔ پاکستان کے بھولو پہلوان کو ''رستم پاکستان'' کا خطاب دیا گیا تھا۔

۶۔ ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو حکومت کے خلاف فوج نے جو کارروائی کی، اسے آپریشن فیئر پلے کا نام دیا گیا تھا۔

۷۔ متحدہ عرب امارات سات ریاستوں پر مشتمل ہے۔

۸۔ قازقستان کے دارالحکومت کا نام آستانہ ہے۔

۹۔ مغربی ایشیا کے ملک جارجیا کی کرنسی لاری کہلاتی ہے۔

۱۰۔ اینمو میٹر (ANEMOMETER) نامی آلے سے ہوا کی قوت یا رفتار ناپی جاتی ہے۔

۱۱۔ مشہور یونانی فاتح سکندرِ اعظم کا انتقال ۳۲۳ سال قبل مسیح ہوا تھا۔

۱۲۔ ہندی زبان میں کوے کو کاگ کہا جاتا ہے۔

۱۳۔ ''وینزویلا'' براعظم جنوبی امریکا کا ایک ملک ہے۔

۱۴۔ ۱۱۷۵ء سے ۱۲۰۶ء تک ہندستان پر شہاب الدین محمد غوری نے حکومت کی۔

۱۵۔ اردو زبان کا ایک محاورہ: توتے کی طرح آنکھیں پھیرنا۔

۱۶۔ یگانہ چنگیزی کے اس شعر کا دوسرا مصرع اس طرح درست ہے:

جیت بھی اپنی ہے، پٹ بھی اپنی ہے — میں کہاں ہار ماننے والا

http://www.bookstube.net
www.pdfbooksfree.pk

قرعہ اندازی میں انعام پانے والے پندرہ خوش قسمت نونہال

☆ **کراچی:** رخشی اللہ خان، سیدہ اعجاز، کومل فاطمہ اللہ بخش، سیدہ مریم محبوب، سیدہ نمرہ یحییٰ جاوید، محمد آصف انصاری، سیدہ ردا حسن۔

☆ **حیدرآباد:** عائشہ ایمن عبداللہ ☆ **پشاور:** محمد حمدان ☆ **لاہور:** صفی الرحمٰن۔

☆ **سانگھڑ:** محمد ثاقب منصوری ☆ **راولپنڈی:** محمد حذیفہ اسلم۔

☆ **اسلام آباد:** عائشہ اسد خان ☆ **خوشاب:** محمد قمر الزماں ☆ **بہاول پور:** مبشرہ حسین۔

۱۶ درست جوابات دینے والے انعام یافتہ نونہال

☆ **کراچی:** سیدہ سالکہ محبوب، سید عثمان علی جاوید، اسماء ارشد، عبدالودود، معین الدین غوری، سید شہلل اظہر، سید بازل علی اظہر، ہانیہ شفیق، ناعمہ تحریم، سید سفیان مسعود، سید عمران حمید، اسماء ارشد ☆ **حیدرآباد:** جویریہ اشتیاق، حیان کاشف ☆ **پشاور:** حسن حانیہ شہزاد ☆ **لاہور:** مطیع الرحمٰن، امتیاز علی ناز ☆ **چکوال:** محمد حنظلہ علی۔

۱۵ درست جوابات بھیجنے والے سمجھ دار نونہال

☆ **کراچی:** امکن صدیقی، محمد عثمان خان، یوسف کریم، آمنہ اسید عادل وقار، سید محمد عزیر حسن، عبدالرحمٰن قیصر زماں، محمد مصعب علی ☆ **اسلام آباد:** زینب بتول، حفصہ بشیر ☆ **پنڈ دادن خان:** ثانیہ فرح راجا ☆ **کھوسکی:** سرفراز احمد ☆ **کشمور:** عبدالغفار بلوچ ☆ **کاموں کے:** محمد حسنات حمید ☆ **بے نظیر آباد:** منور سعید خانزادہ راجپوت

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

☆ **میر پور خاص:** محمد عمر ☆ **سکھر:** عائشہ محمد خالد قریشی ☆ **فیصل آباد:** محمد عبداللہ حبیب

☆ **لاہور کینٹ:** آمنہ جمیل ☆ **شیخوپورہ:** احسن الحسن۔

۱۴ درست جوابات بھیجنے والے علم دوست نونہال

☆ **کراچی:** [illegible] فضل ، [illegible] خان ، محمد فضل قیوم ، ارسلان الدین ، سید [illegible] ، بتول ، علیزہ تحسین ☆ **لاہور:** عبدالمجید رومی انصاری ، خوش بخت ☆ **حیدرآباد:** مریم عارف خان ، نسرین فاطمہ ☆ **سکھر:** ثمرہ مہر ، فضہ مہر ☆ **میر پور خاص:** وقار احمد

☆ **بہاول نگر:** طوبیٰ جاوید انصاری۔

۱۳ درست جوابات بھیجنے والے محنتی نونہال

☆ **کراچی:** علی حسن محمد نواز خان ، کامران معراج گل آفریدی ، سندس آسیہ ، اقبال احمد ، اسماء زیب عباسی ☆ **حیدرآباد:** صبیحہ محمد مرتضیٰ خان ☆ **حاصل پور:** ثنیزہ اسلم۔

۱۲ درست جوابات بھیجنے والے پُرامید نونہال

☆ **کراچی:** وجیہہ ☆ **حاصل پور:** حفصہ نواز ، وجیہہ شمشیر۔

۱۱ درست جوابات بھیجنے والے پُراعتماد نونہال

☆ **کراچی:** سمعیہ توقیر ☆ **خانیوال:** مہرالنسا ضیا۔

☆☆☆

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk

نونہال لغت

لجاجت	لَ جا جَت	بھوک سے تڑپنا۔ خوشامد۔ منت۔ عاجزی۔ چاپلوسی۔
صیغہ	صِی غَہ	سانچے میں ڈھلی ہوئی چیز۔ اصل۔ وہ مشتق کلمہ جو کسی اصل لفظ سے نکالا گیا ہو۔
مشتق	مُ شْ تَ ق	نکالا ہوا۔ وہ لفظ جو کسی دوسرے لفظ سے بنایا جائے۔
سلیم	سَ لِی م	درست۔ ٹھیک۔ بردبار۔ سلامتی والا۔ کامل۔ پورا۔ صاف دل۔ چپکا۔ خاموش۔ صلح دوست۔
عصیاں	عِ صْ یا ں	نافرمانی۔ گناہ۔ جرم۔ خطا۔ قصور۔
تمہید	تَ مْ ہِی د	کسی مضمون کی اُٹھان۔ آغاز۔ دیباچہ۔
نقاد	نَ قْ قا د	پرکھنے والا۔ کھوٹا کھرا دیکھنے والا۔ تنقید و تبصرہ کرنے والا۔
خرکار	خَ رْ کا ر	گدھا چلانے والا۔ گدھے کے ذریعے سے مزدوری کرنے والا۔
دیرینہ	دے ری نَہ	پرانا۔ قدیم۔ کہنہ۔
برخاست	بَ رْ خا سْ ت	ملازمت سے علاحدہ۔ ختم۔ موقوف۔ برطرف۔
منسوب	مَ نْ سُو ب	نسبت کیا گیا۔ متعلق کیا ہوا۔ جس سے نسبت یعنی منگنی ہو۔
خوگر	خُو گَ ر	عادی۔ جس کو کسی کام کی عادت پڑ گئی ہو۔
برجستہ	بَ رْ جَ سْ تَہ	موزوں۔ برمحل۔ بے ساختہ۔ بے سوچے۔ مناسب۔ ٹھیک۔
غضب	غَ ضَ ب	قہر۔ غصہ۔ آفت۔ مصیبت۔ ظلم۔ کلمۂ حیرت۔ کلمۂ مبالغہ۔ غیظ۔
خِرد	خِ رَ د	عقل۔ دانائی۔ سمجھ۔
خُرد	خُ رْ د	چھوٹا۔ کم عمر۔ کم جثہ۔

http://www.bookstube.net/
www.pdfbooksfree.pk